Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامۂ اردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد اجمیری

بابت ماہِ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ سنہ مطابق ماہِ مئی ۱۹۴۲ء سنہ

ماہِ ہجرت ۱۳۲۱ھ سنہ

جلد ۴۱ عدد ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بر وقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے، اور بیرون ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہو گی:

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے:

یہ رسالہ جماعت احمدیّہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتّر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دوسو ستّر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ)

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۱ | ماہِ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ماہِ مئی ۱۹۴۲ء | عدد ۵

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
اداریہ	۲	ایڈیٹر
قبولیت دعا کا مسئلہ	۱۱	حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے
مسئلہ نبوت میں حضرت مسیح موعودؑ کی تبدیلی عقیدہ	۲۴	جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری
دین فطرت اسلام یا مسیحیت	۳۱	ادارہ
سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات	۴۳	جناب گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا ہو گی۔ لیکن چونکہ ہمارے رسالہ کا مقصد محض تبلیغ و اشاعت ہے۔ اس لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے، کہ بجائے پچاس فیصدی قیمت بڑھانے کے پچاس فیصدی قیمت گھٹا دیں۔ چنانچہ اس سال ہم "ریویو" کے دو سو پرچے ایسے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کے نام نصف قیمت (ڈیڑھ روپیہ سالانہ) پر جاری کرینگے، جو احمدیت یا عام طور پر مذہب سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ لہذا ہم احباب جماعت سے یہ درخواست کرتے ہیں، کہ اس تبلیغی جہاد میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اور اپنے اپنے حلقۂ اثر میں غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کو رسالہ کے خریدار بنائیں۔ یا اپنے خرچ پر اُن کے نام رسالہ جاری کرائیں۔

ڈیڑھ روپیہ سالانہ نہایت معمولی رقم ہے۔ ہم رسالہ کا نقصان برداشت کر کے یہ اقدام صرف اس خیال سے کر رہے ہیں، کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد و خیالات کی غیروں میں بکثرت اشاعت ہو۔ امید کی جاتی ہے کہ جماعت کے دوست ضرور اس کارِ خیر میں حصہ لیں گے۔ یعنی یا غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کو رسالہ کے خریدار بنائیں گے اور یا حسبِ توفیق ایک ایک دو دو پرچے اپنے خرچ پر جاری کرائینگے۔ دو سو غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب اور لائبریریوں کے پتے بھی درکار ہیں۔ مناسب اور مستحق لوگوں کے پتے مہیا کئے جائیں ۔

قرآن مجید کے اوامر و نواہی } یہ تین سو صفحہ کی کتاب ہے اس میں قرآن مجید کی وہ تمام آیات بمعہ ترجمہ درج ہیں، جن میں کسی چیز کے کرنیکا حکم یا اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے گویا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو احکام بصورت امر یا نہی دیئے ہیں، وہ سب آپ کو یکجا اس کتاب میں مل جائیں گے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کو بحیثیت مجموعی نظر کے سامنے رکھنے کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

اصلی قیمت ایک روپیہ۔ رعایتی ۸/ مجلّد کی قیمت ۱۲/ محصول ڈاک ۴/

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر رسالہ ریویو اردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبولیّتِ دُعا کا مسئلہ

(از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

{حضرت میاں صاحب نے ہماری درخواست پر یہ مضمون اپنی زیر تصنیف کتاب "سیرت خاتم النبیین" حصہ سوم کے مسودہ سے "ریویو" میں اشاعت کے لئے عنایت فرمایا ہے۔ جَزَاہُ اللہُ خَیْرًا۔ یہ مضمون حضرت ممدوح کی نظر ثانی کے بغیر شائع ہو رہا ہے۔ (ایڈیٹر)}

مدینہ میں بارش کا قحط اور آنحضرتؐ کی دعاء استسقاء

اسی سال ماہ رمضان میں (طبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۵۶) مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں دیر تک بارش کے نہ ہونے کی وجہ سے قحط کے آثار ہونے لگے۔ صحابہؓ نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تکلیف بیان کی اور درخواست کی کہ ان کے لئے بارش کی دُعا فرمائی جاوے۔ اس پر آپ صحابہ کی ایک جماعت کو ساتھ لیکر مصلّٰی یعنی عید گاہ میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں قبلہ رُخ ہو کر بارش کے لئے دعا فرمائی۔ اور اس کے بعد خدا کے فضل سے بہت جلد بارش ہو گئی۔ (فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۴۱۵-۴۲۵-خمیس جلد ۲ صفحہ ۱۵) اس کے بعد اسلام میں استسقاء کی نماز کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔ اس نماز کی یہ خصوصیّت ہے کہ عام نمازوں کی طرح امام مقتدیوں کے آگے کھڑا ہوتا ہے۔ مگر قولی دعا کے علاوہ جس میں انسانوں اور جانوروں کی تکلیف کا ذکر کر کے خدا سے بارش کی التجا کی جاتی ہے امام ایک چادر کے کونے کو پکڑ کر اسے اپنی پیٹھ پر ڈالتا ہے اور پھر اُسے بالکل اُلٹا دیتا ہے (بخاری ابواب الاستسقاء باب تحویل الرداء و مشکوٰۃ باب نماز استسقاء) جو گویا زبانِ حال سے اس بات کی استدعا ہوتی ہے کہ خدایا ہم پر یہ سختی کے دن بدل جائیں اور تیری وہ رحمت جو ہر چیز کے پیچھے مخفی ہوتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکلیف کے ظاہری پہلو کو دبا کر باہر آجاوے۔

بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور موقعہ پر جبکہ آنحضرت صلعم جمعہ کے خطبہ کے لئے منبر پر چڑھے ہوئے تھے ایک صحابی نے موسم کی سختی کا ذکر کر کے عرض کیا کہ "یارسول اللہ! جانور مر رہے ہیں اور سفر کٹھن ہو رہے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ بارش برسائے۔" آپؐ نے اسی وقت دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ اور بارش کے لئے بلند آواز سے دعا فرمائی۔ انس بن مالک جو اس روایت کے راوی ہیں اور جو آنحضرت صلعم کے خاص خدمتگار تھے بیان کرتے ہیں، کہ اس وقت آسمان بالکل صاف تھا۔ لیکن ابھی ہم مسجد میں ہی تھے اور جمعہ سے فراغت نہیں ہوئی تھی کہ ایک طرف سے بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نمودار ہوا۔ اور ہمارے دیکھتے دیکھتے وہ سارے آسمان پر چھا گیا اور پھر بارش برسنے لگی اور برابر ایک ہفتہ تک برستی رہی۔ اور اس عرصہ میں ہم نے سورج کی شکل تک نہیں دیکھی (حالانکہ اس ملک میں ایسی صورت بہت ہی شاذ تھی) پھر جب دوسرا جمعہ آیا تو ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا، کہ "یارسول اللہ! بارش نے تو رستے روک دیئے اور چراگاہوں کے غرقاب ہو جانے سے مویشی بھوکے مر رہے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اب اللہ تعالےٰ اس بارش کے سلسلہ کو روک دے۔" آنحضرت صلعم نے تبسم فرمایا (اشارہ غالبًا یہ تھا کہ انسان کسی پہلو سے بھی تسلی نہیں پاتا۔ نیز یہ کہ اللہ کی رحمت کسی خاص چیز میں محصور نہیں۔ بلکہ ہر چیز رحمت بن سکتی ہے اور ہر چیز ہی عذاب کا رنگ اختیار کر سکتی ہے اس لئے ہر وقت خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ اور خدا سے اس کی رحمت کو مانگتے رہنا چاہیئے) اور پھر ہاتھ اٹھا کر دُعا کی کہ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا الخ یعنی خدایا! اب ہم پر اس بارش کے سلسلہ کو بند فرما۔ اور جہاں ضرورت ہو وہاں برسا۔ انس کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو دھوپ نکلی ہوئی تھی (بخاری ابواب الاستسقاء باب الاستسقاء فی المسجد الجامع)

اس جگہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ بادل نہیں تھے۔ اور آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی اور بادل آگئے۔ اور بارش ہونے لگی۔ اور پھر جب بارش کی کثرت ہوئی تو آنحضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلعم نے بارش کے بند ہونے کی دعا فرمائی اور بادل چھٹ گئے اور مطلع صاف ہو گیا۔ یعنی جب یہ باتیں عام قانونِ قدرت کے ماتحت ظہور پذیر ہوتی ہیں تو پھر اس معروف اور مشہود قانونِ قدرت کے خلاف یہ بات کیونکر ہو گئی کہ آنحضرت صلعم کی دعا سے بادل نمودار ہو گئے اور پھر دعا سے ہی بادلوں نے پھٹ کر سورج کو رستہ دیدیا۔

سو اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ معاملہ قبولیت دعا کے مسئلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ ہر مذہب میں اور ہر زمانہ میں اس مسئلہ کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور کم و بیش ہر قوم کے مذہبی بزرگوں کی زندگی میں قبولیت دعا کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ دراصل یہ مسئلہ اپنے بیشتر پہلوؤں میں معجزات کے مسئلہ کے ساتھ مربوط ہے۔ جس کے متعلق ایک اصولی بحث کتاب کے حصہ دوم (صفحہ ۴۵۴ تا ۴۶۱) میں گذر چکی ہے۔ اور ہم اپنے ناظرین سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اس نوٹ کے ساتھ اس کتاب کے حصہ دوم کے متعلقہ اوراق بھی ضرور ملاحظہ فرمالیں۔

بات یہ ہے کہ ایسے امور میں استدلالی براہین کو زیادہ دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ بحث کا مرکزی نقطہ یہ بات قرار پاتی ہے کہ آیا دعائیں عملاً قبول ہوتی ہیں یا نہیں۔ اور آیا کوئی بات دعا کے نتیجہ میں عملاً وقوع میں آتی ہے یا نہیں۔ اگر دعا کی قبولیت کا نتیجہ عملاً نظر آجائے اور ایسی صورت میں نظر آئے کہ اس میں کسی قسم کی غلط فہمی کا امکان نہ ہو اور سمجھدار اور معتبر اور صادق القول لوگوں کی ایک جماعت اس کی شاہد ہو اور پھر مختلف قسم کے حالات میں ایسا مشاہدہ بار بار کے تجربہ سے پایۂ ثبوت کو پہونچ جائے تو اس صورت میں کوئی عقلمند انسان اس کے متعلق شبہ نہیں کرسکتا۔ جب ہم دوسرے امور میں معتبر لوگوں کی شہادت پر اپنے فیصلہ کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اور ساری دنیا اس طریق فیصلہ کو قبول کرتی ہے۔ حتیٰ کہ سائنس کے جدید مشاہدات بھی خواہ ان میں کس قدر ہی غیر متوقع اور عجیب و غریب حالات کا انکشاف ہو کم از کم ابتداءً سائنسدانوں کی شہادت کے ذریعہ ہی قبول کئے جاتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ سمجھدار اور صادق القول لوگوں کی شہادت کے ہوتے ہوئے جو مختلف قوموں اور مختلف زمانوں میں یکساں پائی جاتی ہے دعا کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبولیت اور معجزات وخوارق کے وجود سے انکار کیا جائے۔

اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ سائنس کی دریافتیں تو ایسی ہیں کہ ہر شخص جو ان کا علم حاصل کرنا چاہے اور جو رستہ اس علم کے حصول کے لئے مقرر ہے اسے اختیار کرے اور ان آلات اور ذرائع کو استعمال میں لائے جو ان علوم کے معلوم کرنے یا تصدیق کرنے کے لئے ضروری ہیں تو وہ انہیں معلوم کر سکتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے، کہ اے ہمارے بھٹکے ہوئے بھائیو! خدا تمہاری آنکھیں کھولے بعینہٖ یہی صورت دعا اور معجزات وخوارق کے معاملہ میں بھی پائی جاتی ہے یعنی ان پر بھی یہی ازلی قانون چسپاں ہوتا ہے کہ جو شخص ان کی حقانیت کے تجربہ کرنے کا سچا خواہشمند ہو اور اس رستہ پر گامزن ہو جو اس علم کے حصول کا رستہ ہے اور ان ذرائع کو استعمال کرے جو اس حقیقت کی دریافت کے لئے مقرر ہیں اور اس کوشش میں وہ کسی غلط رستہ کو اختیار کر کے بھٹک نہ جائے تو ناممکن ہے کہ وہ ان صحیح نتائج تک پہونچنے سے محروم رہے۔ جو ہر سچے اور صحیح طریق پر کام کرنیوالے کیلئے مقدر ہیں۔ خواہ وہ سائنس کے میدان سے تعلق رکھتا ہو اور خواہ روحانیت کے میدان سے۔ کیونکہ دونوں کا منبع خدا کی ذات ہے۔ اور دونوں ایک ہی ازلی حکومت کے نیچے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ دنیا کے علوم کے متعلق تو لوگ یقین رکھتے ہیں کہ وہ بغیر صحیح کوشش اور صحیح طریق اور صحیح جدوجہد کے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور اس لئے وہ دن رات اس کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور اپنی غلطیوں کی وجہ سے درمیان میں صدہا ناکامیاں بھی دیکھتے ہیں مگر ہمت نہیں ہارتے۔ لیکن روحانی میدان میں وہ صرف دل کی خواہش یا مُنہ سے نکل کر اڑ جانے والے الفاظ سے تمام مراحل طے کرنا چاہتے ہیں۔ اور جب اس طرح ان کی خواہش پوری نہیں ہوتی اور ان کا مقصود انہیں حاصل نہیں ہوتا تو وہ مایوس ہو کر اس خواہش کو ہی خیرباد کہہ دیتے ہیں اور اس مقصود کو ایک وہمی چیز قرار دینے لگ جاتے ہیں۔ یقیناً کسی اہم مقصد کے حاصل کرنے کا یہ طریق نہیں۔ قرآن شریف میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورۂ عنکبوت رکوع ۷) یعنی جو لوگ ہمارے معاملہ میں پوری پوری اور صحیح صحیح کوشش کرتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں ہم ضرور بالضرور ان کے لئے اپنے رستے کھول دیتے ہیں۔"

اب ناظرین غور فرمائیں۔ کیا انہوں نے اس معاملہ میں پوری پوری اور صحیح صحیح کوشش سے کام لیا ہے۔ یعنی کیا انہوں نے کم ازکم اس معاملہ میں ایسی کوشش کی ہے جو وہ دنیا کے اہم مقاصد کے لئے کیا کرتے ہیں؟ اگر انہوں نے ایسی کوشش نہیں کی اور یقیناً نہیں کی تو انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنی زبان اور قلم کو بند رکھیں۔ اور ان لوگوں کی شہادت کے متعلق حسن ظنی سے کام لیں جو اس میدان میں اپنی زندگیاں وقف رکھتے ہیں اور جن کے حالات اس بات کے ضامن ہیں کہ وہ کم ازکم مفتری یا مجنون نہیں۔

درحقیقت اصل سوال تو یہ ہے کہ کیا واقعی اس دنیا کا کوئی خدا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ اور جو اس سارے کارخانہ عالم کو اپنے دستِ قدرت سے چلا رہا ہے۔ اگر تو ایسا خدا ہے اور وہ دنیا کو پیدا کر کے اپنے عرش الوہیت سے معزول نہیں ہو گیا اور نہ اس کی طاقتیں معطل ہوئی ہیں تو پھر دعا کا مسئلہ کسی عقلمند کے نزدیک قابلِ اعتراض نہیں ہوسکتا۔ صرف سوال یہ رہ جاتا ہے کہ آیا کوئی مخصوص دعا عملاً قبولیت کے درجہ کو پہونچی ہے یا نہیں اور آیا اس کا کوئی معین نتیجہ نکلا ہے یا نہیں۔ سو یہ بات مشاہدہ کے میدان سے تعلق رکھتی ہے جس میں استدلالی براہین کا دخل نہیں۔ مجھے اپنے مضمون سے زیادہ ہٹنا پڑتا ہے ورنہ میں سینکڑوں ہزاروں مثالیں دے کر ثابت کر سکتا ہوں (یہ مثالیں کم و بیش ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ اپنی اصل کے لحاظ سے تمام مذاہب جن کی بنیاد الہام الٰہی پر ہے خدا کی طرف سے ہیں اور اپنے اپنے زمانہ میں خدائی نصرت کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ گو اب وہ غلط رستہ پر پڑ کر اس نصرت سے محروم ہو چکے ہوں) کہ ہمارا خدا ایک نام کا بادشاہ نہیں۔ اور نہ وہ اپنے پیدا کردہ قانون کا غلام ہے کہ اس میں حسبِ ضرورت کوئی تبدیلی نہ کرسکے۔ بلکہ وہ ایک زندہ اور متصرف خدا ہے جو اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان پر یقینی نتائج مترتب کرتا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ جس طرح وہ قانون کا غلام نہیں اسی طرح وہ اپنے بندوں کا بھی تابع نہیں اور ضروری نہیں کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah
ہر دعا کو منظور کرے۔ بلکہ دعا کی منظوری بعض شرائط کے ساتھ مشروط ہے جنہیں ہم انشاء اللہ آگے چل کر درج کرینگے۔

اس اصولی نوٹ کے بعد میں مسئلہ دعا کے متعلق اپنے ناظرین کی تنویر کے لئے چند قرآنی آیات اور احادیث پیش کرتا ہوں۔ تاکہ انہیں مختصر طور پر یہ معلوم ہو سکے کہ اس بارے میں اسلامی تعلیم کا خلاصہ کیا ہے۔ مگر اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ لغوی معنوں کی رُو سے دُعا کا مفہوم کیا ہے؟ سو جاننا چاہیئے۔ کہ دعا ایک عربی لفظ ہے جس کے معنے کسی کو بلانے یا پکارنے کے ہیں۔ اور گو پکارنے اور بلانے میں طبعًا غالب مفہوم سوال کرنے اور مانگنے کا ہے۔ مگر اپنے وسیع معنوں کے لحاظ سے دعا میں ہر رنگ کا پکارنا شامل سمجھا جائیگا۔ خواہ یہ پکارنا سوال یا طلبِ نصرت کی غرض سے ہو یا کسی اَور غرض سے۔ مثلاً اگر کوئی شخص خدا کو محض اپنی محبت اور عبودیت کے جذبات کے اظہار کے لئے مخاطب کرتا ہے تو یہ بھی ایک نوع دعا کی ہے خواہ اس میں کوئی پہلو سوال یا استعانت کا نہ پایا جائے۔ مگر ان وسیع معنوں کے علاوہ دعا کے لفظ کو اصطلاحًا ایک مخصوص اور محدود مفہوم بھی حاصل ہو گیا ہے جو سوال کرنے اور مانگنے اور طلبِ نصرت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس جگہ یہی موخر الذکر مفہوم ہمارے مدنظر ہے۔

سب سے پہلے اسلام مسئلہ دعا کے متعلق یہ تعلیم دیتا ہے کہ دعا صرف ایک عبادت ہی نہیں ہے بلکہ حقیقی سوال کا رنگ بھی رکھتی ہے اور اللہ تعالےٰ حسبِ حالات اس سوال کو قبول کرتا اور اس پر نتیجہ مترتب فرماتا ہے۔ اور مسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے، کہ وہ کبھی اس روحانی ہتھیار کی طرف سے غافل نہ ہوں۔ بلکہ اسے ہمیشہ اپنے استعمال میں رکھیں۔ دراصل اسلام میں دُعا کے متعلق نظریہ یہ ہے کہ جس طرح خدا نے دنیا میں مختلف مقاصد کے حصول کے لئے مختلف ذرائع مقرر فرمائے اور خدا کا یہ منشاء ہے کہ لوگ حسبِ حالات ان ذرائع اور اسباب کو اختیار کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دنیا میں ساری ترقی کا راز انہی اسباب کے استعمال میں مخفی ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے ان مادی اسباب کے علاوہ ایک روحانی سبب بھی مقرر فرمایا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہ روحانی سبب دعا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اس کے بندے اپنے کاموں میں ظاہری اور مادی ذرائع کے ساتھ ساتھ روحانی دعا یعنی روحانی ذریعہ کو بھی استعمال کریں۔ اور اس منشاء الٰہی میں دوہری غرض مدنظر ہے:۔

اوّل:۔ یہ کہ مادی اسباب میں پڑنے کی وجہ سے لوگوں کی نظر مادیت کے ماحول میں محصور ہو کر نہ رہ جائے۔ اور وُہ ان مادی اسباب کو ہی اپنا آخری سہارا نہ سمجھنے لگیں۔ بلکہ ان اسباب کے ساتھ ساتھ ان اسباب کے پیدا کرنے والے خدا کو بھی یاد رکھیں۔ جس کے سہارے پر یہ سارے اسباب قائم ہیں۔

دوم۔ لوگوں کے دل میں یہ احساس پیدا ہو کہ جس طرح مختلف مقاصد میں کامیابی کیلئے بعض مادی اسباب مقرر ہیں۔ اسی طرح خدا کی ازلی تقدیر نے ایک روحانی سبب بھی مقرر کر رکھا ہے۔ اور یہ روحانی سبب دعا ہے جو ہمارے معاملات میں اسی طرح مؤثر ہے جس طرح کہ مادی اسباب مؤثر ہیں۔ البتہ جس طرح قانونِ قدرت کے ماتحت ہر مادی سبب کے استعمال کا ایک طریق مقرر ہے اسی طرح روحانی سبب کے استعمال کا بھی ایک طریق مقرر ہے جسے اختیار کرنے کے بغیر وہ مؤثر نہیں ہوتا۔ لیکن جب اس طریق کو اختیار کر لیا جائے تو یہ روحانی سبب مادی اسباب کی نسبت بھی زیادہ مؤثر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ گو مادی اور روحانی اسباب ہر دو کی تہہ میں خدا ہی کا ہاتھ ہے اور وہی ہر چیز کی علت العلل ہے۔ مگر چونکہ روحانی سبب میں گویا خدا تعالیٰ سے براہِ راست اپیل ہوتی ہے اس لئے اگر اس میں صحیح طریق کو اختیار کیا جائے تو وہ لازماً مادی اسباب کی نسبت بہت زیادہ قوی الاثر اور بہت زیادہ سریع الاثر اور بہت زیادہ وسیع الاثر ثابت ہوتا ہے۔

اس کے بعد ہم مسئلہ دعا کے متعلق بعض قرآنی آیات اور احادیث کو اس جگہ درج کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اسلام اس بارے میں کیا تعلیم دیتا ہے۔ سو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝ (سورۃ مومن رکوع ۶)

"تمہارا پروردگار تمہیں ہدایت فرماتا ہے کہ (جب بھی تمہیں کوئی ضرورت یا حاجت پیش آیا کرے) تم مجھے پکارا کرو میں تمہاری پکار کو سنوں گا اور قبول کرونگا۔ لیکن وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں (اوران کی گردنیں مجھے پکارنے کے لئے نیچی نہیں ہوسکتیں) وہ عنقریب ذلیل ورسوا ہوکر آگ کے عذاب میں داخل کئے جائیں گے۔"

پھر فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (سورۃ بقرہ رکوع ۲۳)

یعنی اے رسول جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے پوچھیں تو تُو انہیں کہدے کہ میں (تم سب کے) قریب ہوں میں پکارنے والے کی آواز کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہوں (یعنی اسے قبول کرتا ہوں) مگر میرے بندوں کو بھی چاہیئے کہ وہ میری آواز پر کان دھریں اور مجھ پر سچا ایمان لائیں تاکہ وہ (اپنی دعاؤں میں) کامیابی کا مُنہ دیکھ سکیں۔

پھر فرماتا ہے:۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ اعراف رکوع ۷)

یعنی اے لوگو! اپنے رب کو ہر حال میں پکارا کرو خواہ تم تضرع اور گھبراہٹ کی حالت میں آہ و پکار کر رہے ہو۔ اور خواہ ضبط اور صبر کی حالت میں خاموش ہو۔ اگر تم اپنے خدا کو پکارنے میں تکبر سے کام لوگے تو جان لو کہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور تمہیں چاہیئے کہ دنیا میں بعد اس کے کہ خدا نے اس کی اصلاح کا سامان پیدا کر دیا ہے فساد نہ برپا کرو۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے خدا کو خوف اور طمع ہر حالت میں پکارتے رہو (یعنی خواہ تمہیں کسی مصیبت سے رہائی پانے کی خواہش ہو یا کسی بھلائی کے حاصل کرنے کی تمنّا ہو ہر حال میں دُعا کرتے رہو) بے شک خدا کی رحمت نیکی قائم کرنے والوں کے قریب ہے۔

اور دوسری جگہ فرماتا ہے:۔

وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍ ۝ (سورۃ رعد رکوع ۲)

یعنی بے شک خدا اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھو کہ ہر شخص کی ہر دُعا مقبول ہوتی ہے۔ بلکہ خدا کا یہ قانون ہے کہ ناشکر گذار لوگوں کی دعائیں یا ان لوگوں کی دعائیں جو خدائی نظام سے باغی ہوں قبول نہیں ہوتیں۔ بلکہ یونہی اِدھر اُدھر بھٹک کر ختم ہو جاتی ہیں۔

نیز فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۱)

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ (سورۃ احزاب رکوع ۸)

یعنی اللہ تعالےٰ کسی صورت میں اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ اور تم خدا کی سنّت میں بھی کسی قسم کی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

اسی طرح حدیث میں آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ (ترمذی جلد ثانی کتاب الدعوات)

یعنی دعا کو عبادت میں وہ درجہ حاصل ہے جو ایک ہڈی میں گُودے کو حاصل ہوتا ہے۔ جو گویا ہڈی کی جان ہوتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ (ترمذی جلد ثانی ابواب القدر)

یعنی دعا کو وہ طاقت حاصل ہے کہ وہ خدائی قضا و قدر کو بھی بدل دیتی ہے۔ یعنی اگر عام قانون قضا وقدر کے ماتحت کوئی مصیبت آنے والی ہوتی ہے تو دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو ٹال دیتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اداریہ:-

مولوی ثناء اللہ صاحب کی کٹ حجتی

تین ماہ پیشتر ہم نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی کتاب "اسلام اور مسیحیت" پر "ریویو" میں تبصرہ کیا تھا۔ ہمارا یہ تبصرہ مولوی صاحب کو سخت ناگوار گذرا، اور آپ نے غصہ میں آکر ایک مضمون "اہلحدیث" میں لکھا۔ اس مضمون میں غیظ و غضب کا اظہار تو بہت کچھ تھا مگر ہم نے کتاب کی جن خامیوں اور نقائص کی طرف توجہ دلائی تھی ان کے متعلق آپ نے صرف یہ کہکر پیچھا چھڑانے کی کوشش کی، کہ "نکتہ چینیوں کا جواب رسالہ مذکور کی طبع ثانی میں دیا جائیگا" لیکن قدرت کا تصرف دیکھیے، کہ ۲۷ر فروری کے پرچہ "اہلحدیث" میں تو آپ ہماری نکتہ چینیوں کے جواب کے لئے اپنے ناظرین کو کتاب کی طبع ثانی کا منتظر رہنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ اور اس کے بعد ۳ر اپریل کے پرچہ میں کتاب مذکور کے بارے میں یہ اعلان ہوتا ہے، کہ اسے جلد خرید لو کیونکہ "ختم ہو جانے کے بعد دوبارہ شائع ہونا مشکل ہے۔"

اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ ماننا پڑے گا، کہ مولوی صاحب نے پہلے جو کچھ لکھا تھا، وہ محض ٹالنے کے لئے تھا، ورنہ کتاب کی طبع ثانی کی کوئی امید نہ تھی۔ اور یا اب یہ تاجرانہ غلط بیانی کی جا رہی ہے۔ تا کتاب جلدی بک جائے۔ مولوی صاحب جو صورت چاہیں، اپنے لئے پسند کر لیں۔

آپ نے ۲۷ر فروری کے "اہلحدیث" میں اصل موضوع کو اس طرح ٹال دیا۔ مگر ایک نئی بحث کی طرح ٹالتے ہوئے ہمیں یہ چیلنج کیا، کہ میرے ساتھ اس موضوع پر بحث کر لو کہ "مرزا صاحب ایک قابل مصنف بھی تھے یا نہیں؟" ہم مولوی صاحب کے اس سارے مضمون پر گذشتہ ماہ "ریویو" میں تنقید کر چکے ہیں۔ چیلنج کا جواب بھی دیا جا چکا ہے۔ اب مولوی صاحب کی طرف سے جواب الجواب کا انتظار رہے۔ مگر اس عرصہ میں "الفضل" کے ایک مضمون کا جواب دیتے ہوئے مولوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر فرماتے ہیں:۔

اِنَّہٗ یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَا لَمْ یُعَجِّلْ فَیَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ رَبِّیْ فَلَمْ یَسْتَجِبْ لِیْ (مسند احمد جلد ثانی صفحہ ۳۹۶)

یعنی دعا میں بڑے صبر و استقلال کی ضرورت ہے اور جب انسان جلد بازی سے کام نہیں لیتا تو وہ اپنی دعا کا پھل حاصل کرتا ہے۔ ہاں اگر وہ خود تھک کر یہ کہنے لگ جائے کہ میں نے تو دعائیں کر کے دیکھ لیا ہے مگر خدا نے میری کوئی نہیں سُنی۔ تو پھر ایسے شخص کی دعا واقعی قبول نہیں ہوتی۔

پھر فرماتے ہیں:۔

اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلْیَعْزِمِ الْمَسْئَلَۃَ وَلَا یَقُوْلَنَّ اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِیْ فَاِنَّہٗ لَا مُسْتَکْرِہَ لَہٗ۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات)

یعنی جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرنے لگے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے سوال پر پختگی سے قائم ہو اور ایسے الفاظ استعمال نہ کرے کہ خدایا اگر تو پسند کرے تو میری اس دعا کو قبول کر لے کیونکہ خدا تو بہرحال اسی صورت میں قبول کرے گا کہ وہ اُسے پسند کریگا۔ کیونکہ خدا سب کا حاکم ہے اور اس پر کسی کا دباؤ نہیں۔ پس خواہ نخواہ مشروط یا ڈھیلے ڈھالے الفاظ لکھ کر اپنے دعا کے زور کو کم نہیں کرنا چاہیئے۔

آنحضرت صلعم کا یہ آخری ارشاد علم النفس کے ایک بھاری اور پختہ اصول پر مبنی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ دعا کیلئے توجہ اور انہماک اور استغراق کی کیفیت ضروری ہے اور یہ کیفیت اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ جب دعا کرنے والا عزم اور یقین کے ساتھ ایک بات پر قائم ہو کر کسی چیز کا سوال کرے۔ لیکن اگر وہ اس قسم کے الفاظ کہے کہ خدایا تو اگر چاہے تو میری یہ بات مان لے۔ تو پھر اس صورت میں اس کے اندر کبھی بھی وہ توجہ اور وہ استغراق کا رنگ پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو دُعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ بہرحال خدا انسان کے ماتحت تو ہے نہیں کہ ہر چیز جو انسان مانگے وہ ضرور اسے دیدے اور انکار کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ بلکہ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک حکمران خدا ہے۔ اور اپنے مصالح کے ماتحت قبول کرنے اور رد کرنے ہر دو کی طاقت رکھتا ہے تو پھر انسان کیوں اپنے دل میں ایک شک کی حالت پیدا کر کے اس عزم اور توجہ اور استغراق کے مقام سے متنزل ہو جائے جو سوال میں کشش پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اسی اصول کی تشریح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:۔

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ۔ (مسلم و بخاری)

یعنی خدا فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے متعلق جس قسم کا گمان رکھتا ہے میں اسی کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں۔

بہرحال دعا کے لئے عزم اور یقین کی کیفیت ضروری ہے۔ اور عام حالات میں شک کے الفاظ میں دعا کرنا جائز نہیں۔ مگر یہ اسی صورت میں ہے کہ دعا کرنیوالا عدم یقین یا عدم توجہ کی وجہ سے ایسا طریق اختیار کرے۔ لیکن اگر وہ توجہ اور یقین کے مقام پر قائم رہتے ہوئے پھر کسی معاملہ میں اپنے فیصلہ کو خدا پر چھوڑے اور اس کی حالت میں بے اعتمادی یا عدم یقین کا رنگ نہ ہو بلکہ توکل علی اللہ اور تفویض الی اللہ کا رنگ ہو۔ تو ایسی صورت میں ایسی دعا ناجائز نہیں ہوگی۔

مذکورہ بالا آیات و احادیث سے مسئلہ دعا کے متعلق مندرجہ ذیل اصولی باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔

۱۔ ہر مومن مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر حال میں خدا سے دعا کرتا رہے۔ خواہ اُسے خوف کی حالت درپیش ہو یا طمع کی۔ یعنی خواہ وہ تنگی کی حالت میں ہو یا آرام میں۔ خواہ وہ کسی مصیبت سے بچنا چاہتا ہو یا کسی بھلائی کے حاصل کرنے کے درپے ہو۔

۲۔ دعا ہر حالت میں ہونی چاہیئے۔ تضرع کی حالت میں بھی اور خفیہ حالت میں بھی۔ یعنی اس وقت بھی کہ جب انسان پر انوکار کا ایسا ہجوم ہو کہ وہ اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکتا ہو اور اس وقت بھی کہ جب وہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھکر صبر اور خاموشی کے ساتھ اپنی التجا کو پیش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر سکتا ہو۔

۳۔ دعا کی قبولیت کے لئے نیکی اور طہارت اور خدا کی فرمانبرداری اور عبودیت ضروری ہے۔ جو لوگ خدا کی آواز پر کان دھرتے ہیں۔ خدا بھی ان کی آواز کو زیادہ توجہ سے سُنتا ہے۔

۴۔ ناشکر لوگوں کی دعائیں جو خدا کے انعاموں پر شکرگذاری کا طریق اختیار نہیں کرتے نیز ان لوگوں کی دعائیں جو خدائی نظام کے باغی ہیں درجۂ قبولیت کو نہیں پہونچتیں۔ بلکہ صدائے صحرا کی طرح فضا میں گونج کر ختم ہو جاتی ہیں۔

۵۔ دعا میں یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ خدائی قضاء کو بھی بدل سکتی ہے۔ یعنی اگر خدا کے عام قانون قدرت کے ماتحت کوئی بات ہونے والی ہو۔ اور پھر اس کا کوئی پاک بندہ اس سے اس بات کے ٹل جانے کی دعا کرے تو خدا تعالےٰ اپنی اس عام تقدیر کو بدل کر اپنے بندے کی دُعا کے مطابق خاص تقدیر جاری کر دیتا ہے۔

۶۔ مگر خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ اپنی کسی سنت یا وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ پس ایسی دعائیں جو اس کی کسی سنّت یا وعدہ کے خلاف ہوں قبول نہیں ہوتیں۔

۷۔ دعا کے لئے جلد بازی سمِ قاتل ہے۔ بلکہ صبر اور استقلال کے ساتھ دعا میں لگے رہنا چاہیئے۔ جو لوگ کچھ وقت دعا کر کے پھر اس قسم کے الفاظ بولنے لگ جاتے ہیں کہ ہم نے دعا مانگ کر دیکھ لیا۔ خدا ہماری نہیں سُنتا۔ ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

۸۔ دعا میں شک یا عدم یقین کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ بلکہ یقین اور عزم کے ساتھ سوال کرنا چاہیئے۔

۹۔ خدا دعا کے قبول کرنے یا ردّ کرنے میں آزاد ہے۔ اس پر کسی کا دباؤ یا جبر نہیں۔ جب وہ کسی دعا کو قبولیت کے قابل خیال کرتا ہے تو اُسے قبول کرتا ہے۔ اور جب قبولیت کے قابل نہیں سمجھتا تو اسے ردّ کر دیتا ہے۔

۱۰۔ دعا تمام عبادتوں کی جان اور روح رواں ہے اور جو عبادت دعا سے خالی ہے وُہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس ردّی ہڈی کی طرح ہے جو گُودے سے خالی ہو۔

اس نوٹ کو ختم کرنے سے پہلے یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ اسلام نے نہ صرف دعا کے مسئلہ کو تشریح اور تفصیل کے ساتھ بیان کر کے اس پر خاص زور دیا ہے بلکہ مسلمانوں کو دعا کا عملی سبق دینے اور دعا کا عادی بنانے کے لئے انسان کی ہر حرکت وسکون کے ساتھ کوئی نہ کوئی دعا مقرر کر دی ہے۔ تاکہ اس کی کوئی گھڑی خدا کی یاد سے خالی نہ رہے مثلاً کسی کے پیدا ہونے، کسی کے وفات پانے، مسجد میں داخل ہونے، مسجد سے نکلنے، سفر میں جانے، سفر سے واپس آنے، سواری پر چڑھنے، سواری سے اُترنے، کھانا شروع کرنے، کھانا ختم کرنے، بستر پر جانے، بستر سے اٹھنے، پہاڑی پر چڑھنے، وادی میں اُترنے، دوستوں سے ملنے، دوستوں سے جُدا ہونے، شادی کرنے، بیوی سے ملنے، نیا چاند دیکھنے، بارش کے برسنے، بارش کے رُکنے، آندھی کے چلنے، گھر سے نکلنے، گھر میں داخل ہونے، موسم کا پہلا پھل کھانے، بیمار کی تیمارداری کے لئے جانے، غرض زندگی کی ہر حرکت وسکون کو کسی نہ کسی دعا کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ اور یہ دُعا محض رسمی دعا نہیں، بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی زندہ چیز ہے، جو ایک سچا مسلمان کامل یقین کے ساتھ اختیار کرتا ہے۔

روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اوّلین صحابہ میں سے تھے انہوں نے حضرت اقدسؑ کی زندگی کے چشم دید واقعات اپنے صاحبزادہ جناب شیخ محمد احمد صاحب وکیل کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں لکھائے تھے۔ یہ مجموعہ اب چھپ گیا ہے قیمت فی نسخہ پانچ آنے ہے یہ ایمان افروز روایات ہر احمدی کو ضرور پڑھنی اور اپنے بچوں کو پڑھانی چاہئیں۔

ملنے کا پتہ:۔ مینجر ریویو۔ اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ نبوت میں حضرت مسیح موعودؑ کی تبدیلیٔ عقیدہ

(از جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعوے کے آغاز ہی میں اس امر کا اعلان فرما دیا تھا، کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنے الہام میں نبی اور رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے، کہ میں اللہ تعالےٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں۔ اور وہ بکثرت مجھ سے ہمکلام ہوتا اور مجھ پر امور غیبیہ کا اظہار فرماتا ہے۔ اور یہ کہ میں احیاء و تجدید اسلام کے لئے مامور ہوں۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعوٰی کی تفصیل ہے، جس پر حضورؑ از ابتداء دعوٰی تا وفات قائم رہے۔ ہاں جماعت احمدیہ قادیان حضرت مسیح موعودؑ کی واضح تحریرات کی روشنی میں یہ عقیدہ رکھتی ہے، کہ ایک وقت آپؑ نے اپنے تئیں نبوت کی معروف اور رسمی تعریف کا (جس میں نبی کے لئے شریعت لانا یا مستقل ہونا ضروری سمجھا گیا تھا) مصداق نہ پاکر اپنے تئیں غیر نبی قرار دیتے ہوئے اپنے الہامات میں اپنے لئے نبی اور رسول کے لفظ کا استعمال بتاویل محدّث قرار دیا۔ لیکن بعد ازاں اللہ تعالےٰ کی طرف سے کامل انکشاف ہونے پر آپؑ نے اپنے لئے نبی اور رسول کا نام صراحتًا اختیار فرمایا۔ اور سابقہ تاویل کو ہمیشہ کے لئے ردّ کر دیا۔ اور نبی کے لئے شارع یا مستقل ہونے کی شرط کو ضروری قرار نہ دیا۔

یہ وہ نقطہ ہے جس پر جماعت احمدیہ قادیان اور لاہوری فریق کے درمیان اختلاف ہے۔ یعنی جماعت احمدیہ قادیان تو یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ ۱۹۰۱ء سے حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کے خطاب کو اپنے لئے بلا تاویل محدّث صراحتًا اختیار فرمایا ہے۔ لیکن لاہوری فریق یہ خیال ظاہر کرتا ہے، کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیشہ نبی اور رسول کے نام کو بمعنی محدّث ہی استعمال فرمایا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہِ اگست ۱۹۴۱ء میں لاہوری فریق کے لیڈر جناب مولوی محمد علی صاحب اور جماعت احمدیہ قادیان کے واجب الاطاعت امام حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے درمیان جو تحریری بحث ہوئی اس میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے مندرجہ بالا عقیدہ کی صحت کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں سے کئی نصوص اپنے مضمون میں پیش فرمائیں جن میں سے ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذیل کا حوالہ بھی تھا:-

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا، کہ مجھکو مسیح ابنِ مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا، تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا، مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹-۱۵۰)

یہ حوالہ لکھنے کے بعد حضرت امیر المومنین تحریر فرماتے ہیں:-

"اس حوالہ سے ظاہر ہے، کہ آپ (مسیح موعودؑ) کسی زمانہ میں اس بناء پر کہ حضرت مسیحؑ نبی ہیں، اور آپ نبی نہیں، حضرت مسیح پر اپنی فضیلت کو جزوی قرار دیتے رہے لیکن بعد میں جب اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی نے جو بارش کی طرح ہوئی، آپ کو نبی کہکر پکارا، تو آپ نے اس جزوی فضیلت کے عقیدہ کو ترک کر دیا۔ اور سمجھ لیا کہ چونکہ خدا تعالےٰ مجھے نبی قرار دیتا ہے اس لئے مسیح پر جو میری فضیلت کا ذکر الہامات میں آتا ہے وہ جزوی فضیلت نہیں، بلکہ بہمہ نوع فضیلت ہے۔ کیونکہ ایک نبی کو دوسرے نبی پر کلّی فضیلت ہو سکتی ہے" (اخبار الفضل ۱۴ اگست ۱۹۴۱ء صفحہ ۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے حضرت امیر المؤمنین نے جو استدلال فرمایا ہے، وہ آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے لیکن تعجب ہے، کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے ۴ ستمبر کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"پیغام صلح" میں حضرت امیر المؤمنین کے اس استدلال پر بھی کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں :-

" حضرت صاحب کے الفاظ نقل کرتے ہوئے کہ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا، تو مَیں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا میاں صاحب لکھتے ہیں۔ مَیں اب اسے جزئی فضیلت قرار نہیں دیتا، بلکہ کلّی فضیلت قرار دیتا ہوں۔ اور پھر ایک چھلانگ لگا کر اسے نبوت کی دلیل بناتے ہیں۔ مَیں کہتا ہوں۔ اوّل تو کلّی فضیلت کا لفظ حضرت صاحب کی تحریر یا تقریر سے ہی دکھائیں یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت صاحب نے حضرت مسیحؑ پر کلّی فضیلت کا دعویٰ کبھی کیا۔ اور دوسرے یہ کس طرح ہوا کہ ۱۹۰۱ء میں کلّی فضیلت حاصل ہو جانے کے باوجود پھر مئی ۱۹۰۲ء میں لکھا" ایسا ہی مثیل عیسٰے بھی بہت سی باتوں میں عیسٰے سے بڑھکر ہے۔ اور یہ جزوی فضیلت ہے جس کو خدا چاہتا ہے دیتا ہے۔" (ریویو مئی ۱۹۰۲ء) حضرت صاحب کے الفاظ صرف اس قدر ہیں۔ تمام شان میں بڑھکر ہے بہت سی باتوں میں بڑھکر ہے اپنے کارناموں کی وجہ سے افضل ہے کلّی فضیلت کا دعویٰ حضرت صاحب پر افترا ہے۔ اگر ہمت ہے تو اس الزام کو دور کر دیں "

جناب مولوی محمد علی صاحب کی اس تمام تعلّی اور تحدّی کا ماحصل صرف یہ ہے کہ انہیں فضیلت کے ساتھ کلّی کا لفظ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں سے دکھایا جائے۔ حالانکہ جناب مولوی محمد علی صاحب کو اپنے اسی مضمون میں اعتراف ہے، کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے تئیں مسیح ناصریؑ سے تمام شان میں بڑھکر قرار دیا ہے۔ اب ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت مسیحؑ پر اپنی جزوی فضیلت کے عقیدہ کو ترک کرنے کا اعلان اور دوسری طرف آپ کا اپنے تئیں حضرت مسیح ناصریؑ سے تمام شان میں بڑھکر قرار دینا اگر کلّی فضیلت کے ادعاء کا مترادف نہیں بلکہ یہ بھی ایسی جزوی فضیلت ہی ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے، اور اس سے نبوت مسیح موعودؑ پر استدلال نہیں ہو سکتا، جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین نے استدلال کیا ہے، تو جناب مولوی محمد علی صاحب بتائیں، کہ پھر عقیدہ میں کیا تبدیلی پیدا ہوئی؟ جناب مولوی صاحب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلام کا ماحصل تو یہ نکلا، کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مسیح ناصریؑ پر اپنی ایسی جزوی فضیلت والا عقیدہ تبدیل بھی کیا، جو غیر نبی کو بھی نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور پھر جو عقیدہ اختیار کیا وہ بھی ایسی ہی جزوی فضیلت کا ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیر بحث تحریر کو سامنے رکھتے ہوئے کون عقلمند جناب مولوی محمد علی صاحب کے اس خیال کی تائید کر سکتا ہے۔ کیا جناب مولوی محمد علی صاحب سے یہ حقیقت مخفی ہے کہ جب تک دونوں عقیدوں میں تخالف اور تناقض تسلیم نہ کیا جائے، اس وقت تک پہلے عقیدہ کو تبدیل کرکے دوسرے کو اختیار کرنے کا اعلان ایک بے معنی اور مضحکہ خیز بات بن جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھیئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں جہاں اوپر کے زیر بحث حوالہ میں عقیدہ کی تبدیلی کا ذکر فرمایا ہے، وہاں صاف لفظوں میں آپ نے سابقہ اور موجودہ عقیدہ میں تناقض اور تخالف تسلیم کیا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے، کہ ایک سائل حضرت مسیح موعودؑ سے یہ سوال کرتا ہے کہ تریاق القلوب میں آپؑ نے مسیح پر اپنی فضیلت کا ذکر کرکے اسے ایسی جزئی فضیلت قرار دیا ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ اور پھر "ریویو" جلد اوّل نمبر ۶ کے صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعودؑ بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے۔" ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ سائل کے جواب میں صاف طور پر یہ امر تسلیم فرما لیتے ہیں، کہ واقعی میرے کلام میں تناقض ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا۔ اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کرکے سمجھ لو، کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں مَیں نے یہ لکھا تھا، کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح مَیں ہی ہوں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹)

حضرت مسیح موعودؑ نے اس جگہ اپنی ہر دو تحریرات میں صریح طور پر تناقض تسلیم کر لیا ہے۔ پس جب مسیحؑ پر جزئی فضیلت والے عقیدہ کو ترک کرکے آپ نے اپنے تئیں مسیح سے تمام شان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بڑھکر قرار دیا۔ تو اس فضیلت کا نام دوسرے لفظوں میں کلّی فضیلت رکھنا افتراء کیونکر ہوا؟

اصل بات یہ ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کلّی فضیلت کے لفظ سے اس لئے ڈر رہے ہیں کہ جزئی فضیلت کے مقابلہ میں کلّی فضیلت کا لفظ اختیار کرنے سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت واضح طور پر نمایاں ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ ذرا دقّت نظر سے کام لیں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ صرف نزاع لفظی میں پڑ رہے ہیں۔ کیونکہ جب تمام شان میں بڑھکر ہونے کے عقیدہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جزئی فضیلت کے عقیدے کے متناقض قرار دے دیا، جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے، تو کیا اس سے حضرت مسیح موعودؑ کی فضیلت مسیح ناصریؑ پر ایسی فضیلت ثابت نہ ہوگی، جو ایک نبی کو ہی نبی پر ہو سکتی ہے۔ اے جناب مولوی صاحب! عالم انسان تو لفظوں پر نہیں جھگڑا کرتے۔ ان کی نگاہ تو کلام کی حقیقت پر ہوتی ہے۔ مگر افسوس کہ آپ نے اس جگہ لفظی نزاع کو اٹھا کر اصل حقیقت کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

جناب مولوی صاحب! یہ بات تو ہر سلیم الفطرت بآسانی سمجھ سکتا ہے، کہ اس جزوی فضیلت والے عقیدے میں جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے اور ایک نبی سے تمام شان میں بڑھکر ہونیکے عقیدے میں تناقض تبھی تسلیم کیا جا سکتا ہے جبکہ تمام شان میں بڑھکر ہونا ایسی جزوی فضیلت نہ ہو۔ جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ ایسی فضیلت ہو، جو ایک نبی کو ہی دوسرے نبی پر ہو سکتی ہے۔ اب خواہ اس کا نام کُلّی فضیلت رکھا جائے یا اس کو فضیلت مطلقہ کہا جائے یا اس کا نام ایسی جزئی فضیلت رکھدیا جائے، جو نبی کو نبی پر ہی ہو سکتی ہے۔ اس سے اصل حقیقت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور یہ امر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ایک ایسی روشن دلیل ہے۔ جس کا کوئی سلیم الفطرت انسان انکار نہیں کر سکتا۔ کاش! آپ نزاع لفظی اختیار نہ کریں۔ اور حقیقت بین نگاہ سے کام لیں۔

جناب مولوی صاحب! آپ نے "ریویو" بابت مئی ۱۹۰۲ء سے جو یہ حوالہ نقل کیا ہے کہ

" ایسا ہی مثیل عیسٰی بھی بہت سی باتوں میں عیسٰے سے بڑھکر ہے یہ جزوی فضیلت ہے جسکو خدا چاہتا ہے دیتا ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ اس بات کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ گویا تمام شان میں بڑھکر ہونے کو حضرت امیرالمؤمنین کا کلی فضیلت قرار دینا غلط ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ خود اس فضیلت کو جزوی ہی قرار دیتے ہیں۔ لیکن آپ نے یہ نہ سوچا کہ یہ اعتراض کرکے آپ اپنے لئے خود مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپ کے لئے اب صرف دو راستے کھلے ہیں۔ پہلا یہ کہ اس حوالہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی اس جزوی فضیلت کا ذکر کیا ہے، جو نبی کو ہی نبی پر ہوسکتی ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اس حوالہ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے اسی جزوی فضیلت کا ذکر کیا ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہوسکتی ہے اگر آپ پہلا راستہ اختیار کریں، تو چشمِ ماروشن دلِ ماشاد۔ بے شک آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فضیلت کا نام کلی فضیلت نہ رکھیں۔ صرف یہ اعلان کردیں، کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی حضرت عیسٰی پر ایسی جزوی فضیلت کا قائل ہوں، جو نبی کو ہی نبی پر ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر آپ یہ راستہ اختیار نہ کریں تو دوسرا راستہ نہایت خطرناک ہے۔ اور اس کا اختیار کرنا حضرت مسیح موعودؑ کی زیر بحث نص سے جس میں تبدیلی عقیدہ کا ذکر ہے تمسخر کے مترادف ہے۔ کیونکہ اس راستے کے اختیار کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ گویا ایک طرف حضرت مسیح موعودؑ یہ لکھتے ہیں، کہ میں نے یہ عقیدہ تبدیل کرلیا ہے، کہ مجھے حضرت عیسےٰ پر وہ جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو بھی نبی پر ہوسکتی ہے اور دوسری طرف (بقول مولوی صاحب) بعد ازاں یہ اعلان فرماتے ہیں کہ مسیحؑ پر مجھے ایسی جزوی فضیلت حاصل ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے۔ گویا ایک طرف عقیدہ تبدیل کرنے کا اعلان کرتے ہیں تو دوسری طرف معاذ اللہ خود ہی اس کی تردید بھی فرما دیتے ہیں۔ کیا جناب مولوی محمد علی حضرت مسیح موعودؑ کی طرف ایسا مضحکہ خیز امر منسوب کرنا پسند کرینگے۔ لیکن اگر انہیں یہ پسند نہیں تو پھر ان کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں، کہ وہ پہلے راستہ کو ہی اختیار کریں۔

اس جگہ میں یہ بات نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے "ریویو" بابت مئی سنہ ۱۹۰۱ء کا حوالہ پیش کرنے میں اس ذمہ داری سے کام نہیں لیا۔ جس کی ایک محقق

Digitized by Khilafat Library Rabwah
ثناء اللہ صاحب نے ۳ر اپریل کے "اہلحدیث" میں ایک دو باتیں لکھی ہیں، جن پر ہم آج کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا تھا، کہ "مرزا صاحب .... بحیثیت فنِ تصنیف ایک قابل مصنّف بھی نہ تھے۔" اس پر "الفضل" نے بعض اہل علم وقلم اصحاب کی شہادتیں پیش کیں۔ جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کی قوت اور تاثیر کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اسی ضمن میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیشرو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت بھی پیش کی، کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے اس کی بے حد تعریف کر چکے ہیں۔ ان شہادتوں کو رد کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس لئے مولوی صاحب نے اور شہادتوں کی نسبت خاموشی اختیار کر لی۔ گویا ان کا وجود و عدم آپ کے نزدیک برابر ہے۔ صرف ایک مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت کے متعلق آپ نے کچھ کہنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"کچھ شک نہیں کہ انہوں نے کتاب مذکور (براہین احمدیہ) اور اس کے مصنّف مرزا صاحب کی تعریف کی ہے۔ مولانا مرحوم اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ کہ اس کا مفصّل جواب دے سکیں۔ البتہ ہم نے ان کی زندگی میں ان سے پوچھا تھا کہ آپ نے ایسا تبصرہ کیوں کیا ہے۔ انہوں نے ہمیں جواب دیا، کہ مَیں نے مرزا صاحب کے کتابی پروگرام پر اعتماد کر کے ایسا لکھ دیا تھا۔ ورنہ حقیقت یہ نہیں ہے۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب اس بات سے انکار نہیں کر سکتے، کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضور کی کتاب براہین احمدیہ کی تعریف کی ہے۔ مگر اس تعریف پر پردہ ڈالنے کے لئے پہلے آپ ایک جذباتی بات کہتے ہیں۔ اور پھر ایک ایسی روایت بیان کرتے ہیں، جس کی صحت پر کوئی شہادت قائم نہیں ہے۔ حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں، کہ ان کا مخاطب ان کو سچا اور ثقہ راوی نہیں سمجھتا، اس لئے ان کو اپنی روایت کی صداقت پر کوئی شہادت پیش کرنی چاہیئے تھی۔ یہ درست ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب اب اس دنیا میں نہیں ہیں، مگر ہم نے ان پر کونسا حملہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور خشیۃ اللہ رکھنے والے عالم سے توقع رکھی جاتی ہے۔ یعنی آپ نے اس حوالہ کو سیاق و سباق کلام سے کاٹ کر ادھورا اور نامکمل پیش کیا ہے۔ تا حوالہ کے اصل مفہوم کو اپنے مضمون کے ناظرین سے مخفی رکھکر اپنے اعتراض کو سچا دکھا سکیں۔ جو حوالہ انہوں نے درج کیا ہے اس کی عبارت یہ ہے۔ "ایسا ہی مثیل عیسےٰ بھی بہت سی باتوں میں عیسےٰ سے بڑھکر ہے" اس عبارت میں "ایسا ہی" اور "بھی" کے الفاظ صاف اس امر کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، کہ اس جگہ کسی اور شخصیت کا بھی کسی نبی سے بڑھکر ہونے کا ذکر ہے۔ اور اس شخصیت کی کسی نبی پر فضیلت کا ذکر کرکے حضرت مسیح موعودؑ نے اسی طرح اپنے تئیں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے بڑھکر قرار دیا ہے۔ اب جب پورا حوالہ دیکھیں، تو وہاں اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا ذکر ہے۔ جسے جناب مولوی صاحب نے دانستہ حذف کر دیا ہے۔ اب سارا حوالہ سامنے رکھکر جناب مولوی صاحب بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو موسیٰؑ سے بڑھکر ہیں، تو کیا اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو موسیٰؑ پر ایسی فضیلت حاصل ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے یا یہ کہ یہ فضیلت ایسی ہے جو صرف نبی کو ہی نبی پر ہو سکتی ہے۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فضیلت ایسی ہے جو نبی کو ہی نبی پر ہو سکتی ہے، تو اس حوالہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی حضرت عیسےٰؑ پر بھی ایسی ہی فضیلت کا ذکر تسلیم کرنا پڑے گا۔ ورنہ یہ عبارت بے معنی ہو جائیگی۔ اور نہ صرف یہ عبارت ہی بے معنی ہو جائیگی بلکہ حقیقۃ الوحی کے زیر بحث تبدیلی عقیدہ والے حوالہ کو بھی اس سے متضاد ماننا پڑے گا۔ حالانکہ مولوی صاحب حقیقۃ الوحی والے حوالہ میں اور "ریویو" بابت مئی ۱۹۰۲ء کے حوالہ میں تناقض تسلیم نہیں کرتے۔ لہذا اب سوائے اس کے ان کے لئے کوئی چارہ نہیں، کہ وہ اس حوالہ میں حضرت مسیح ناصریؑ پر حضرت مسیح موعودؑ کی ایسی فضیلت کے ذکر کو ہی تسلیم کریں، جو صرف نبی کو ہی نبی پر ہو سکتی ہے۔ کیا امید کی جا سکتی ہے، کہ جناب مولوی صاحب نزاع لفظی سے بالا ہو کر اصل حقیقت پر غور فرمائیں گے۔ لیکن اگر ہماری پیش کردہ وجہ تطبیق انہیں مسلّم نہ ہو، تو اس صورت میں وہ حقیقۃ الوحی کے زیر بحث حوالہ اور "ریویو" بابت

۲۴ مئی ۱۹۰۲ء کے حوالہ میں ہمیں مطابقت ثابت کرکے دکھلائیں۔ میں علی وجہ البصیرت اعلان کرتا ہوں کہ جناب مولوی محمد علی صاحب جبتک ہمارے مسلک کو اختیار کرکے حضرت مسیح موعودؑ کو نبی تسلیم نہ کریں، اور آپ کے تمام شان میں حضرت مسیح ناصریؑ سے افضل ہونیکو آپ کی نبوت پر دلیل قرار نہ دیں، اس وقت تک وہ عقلمندوں کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کی تبدیلی عقیدہ کا کوئی معقول حل پیش نہیں کر سکتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دینِ فطرت

اسلام یا مسیحیّت

مندرجہ بالا نام سے پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کی ایک کتاب چھوٹی تقطیع کے ۲۴۵ صفحات پر مشتمل پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی انارکلی لاہور نے شائع کی ہے، یہ کتاب ہمارے پاس تبصرہ کے لئے آئی ہے ذیل میں ہم اس پر تبصرہ کرتے ہیں۔

انسانیت کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ انسان کی جبلّی قوتوں اور طبعی میلانوں کو یکجا یت اور متوازن طریق سے نہ صرف یہ کہ پورا کیا جائے، بلکہ الٰہی منشاء اور مقصد کے مطابق انہیں پایۂ تکمیل تک بھی پہونچایا جائے۔ مسیحیّت کا یہ دعوٰی ہے کہ اس مسئلہ کا مکمل حل صرف اسکے پاس ہے اور "صرف ابن اللہ ہی ان وسائل کو بہم پہونچا سکتا ہے۔ جن کو اختیار کرنے سے انسانی فطرت کی تمام جائز ضروریات بدرجہ احسن پوری ہو سکتی ہیں۔" پنجاب کے عیسائیوں کو پادری برکت اللہ صاحب کا ممنون ہونا چاہیئے، کہ انہوں نے زیر نظر کتاب لکھکر اس دعوٰی کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اور یہ باور کروانا چاہا ہے، کہ صرف عیسائیّت ہی انسان کے ان فطری تقاضوں کو پورا کرتی ہے، جو ہر شخص کی فطرت میں داخل ہیں، اور جن کے جائز اور مناسب استعمال سے ہر انسان اس منزل تک پہونچ سکتا ہے جو اس کی ہستی کی علّتِ غائی ہے، اور اس طرح صرف مسیحیّت ہی "دین فطرت" کہلانے کی مستحق ہے۔

اس مقصد کو ثابت کرنے کے لئے پادری صاحب نے اس کتاب کو ایک دیباچہ اور دس فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ دیباچہ کا آغاز اس بحث سے ہوا ہے، کہ اسلام کو دینِ فطرت قرار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دینا، اگر پادری صاحب غلطی نہیں کرتے تو غالباً سرسید مرحوم کی کوششوں کا رہینِ منت ہے۔ ہمیں افسوس ہے، کہ پادری صاحب نے اپنی اہم تصنیف کا آغاز جس میں انہوں نے اپنی ساری قابلیت اور ایم۔ اے تک کے پڑھے ہوئے تمام تر فلسفہ کو خرچ کر ڈالا ہے، ایک بالکل غلط نظریہ سے کیا ہے۔ اور شاید اس غلطی کو محسوس کرتے ہوئے ہی ان کے قلم سے بحث کے بالکل آغاز ہی میں یہ الفاظ نکل گئے کہ "اگر **ہم غلطی پر نہیں** تو غالباً سرسید مرحوم بالقابہ ہندوستانی مسلمانوں میں پہلے شخص تھے جنہوں نے اہلِ مغرب سے نیچری نظریہ کا سبق سیکھ کر اسلام میں نیچری مذہب کی بنیاد ڈالی۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ اسلام دینِ فطرت ہے"

پادری صاحب نے اپنے اس خیال کو اپنے غلطی پر نہ ہونے سے مشروط کیا ہے اور یہ الفاظ اس وقت بولے جاتے ہیں، جب کسی امر کے متعلق انسان حتمی طور پر کچھ کہنے سے ڈرے اور اپنے خیال کی صحت کی ذمہ داری لینے سے پہلوتہی کرے۔ مگر ہم پادری صاحب سے پوچھتے ہیں، کہ جب آپ اپنے پیش کردہ نظریہ کی صحت کی ذمہ داری لینے کو تیار نہ تھے تو آپ نے کتاب کی ابتداء ہی ایک شکّی امر سے کیوں کی؟ کیا آپ کو تمہید کے لئے کوئی اور موزوں مضمون نہ مل سکتا تھا؟ ہم پادری صاحب پر واضح کرتے ہیں، کہ آپ نے جس شکّی بنیاد پر یہ بحث اٹھائی ہے، وہ بالکل غلط ہے۔ اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اسلام کسی وکیل کی وکالت کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہر اس چیز کا دعویٰ خود پیش کرتا ہے، جو کسی کامل الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے۔ اور نہ صرف دعویٰ کرتا ہے، بلکہ دلائل بھی خود ہی بیان کرتا ہے۔

اسلام اصلاً اور اپنے آغاز ہی سے دینِ فطرت ہے۔ اور مع تفصیلی دلائل کے اس کا یہ دعویٰ خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۔ (آل عمران -۲) یعنی دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔ اور پھر "دین" کے متعلق ارشاد فرمایا فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(الروم - ۳۰) یعنی قائم رکھو اپنی توجہ کو دین (اسلام) کے لئے مخلص ہو کر۔ اس فطرت کے مطابق جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی پیدائش کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ یہی درست دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے نہایت واضح الفاظ میں اسلام کو مطابق فطرت اور اس وجہ سے صحیح مذہب قرار دیا ہے۔ اور اس کے دین فطرت ہونے کی دلیل یہ دی ہے، کہ اس میں انسان کے تمام طبعی قوٰی کی تسکین کا سامان موجود ہے۔ اس کے سوا باقی مذاہب میں، جن میں مسیحیت بھی شامل ہے، کسی میں کسی قوت پر زور دیا گیا ہے، اور کسی میں کسی پر۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہے، اور جس نے درمیانی (وسطی) راستہ اختیار کیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیث قدسی میں فرمایا ہے۔ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْيُنَصِّرَانِهِ اَوْيُمَجِّسَانِهِ۔ یعنی ہر بچہ "الفطرۃ" پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اُسے یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے ہیں اور یا مجوسی بناتے ہیں۔

یہاں یہودیت، نصرانیت اور مجوسیت کے مقابل پر جس "الفطرۃ" کا ذکر کیا گیا ہے، یہ مذہب اسلام ہی ہے۔ پس پادری صاحب یا کسی اور کا یہ کہنا کہ خود اسلام نے تو نہ دین فطرت ہونے کا دعوٰی کیا، اور نہ اس میں یہ صلاحیت تھی۔ بلکہ یہ سب کچھ سر سید مرحوم کا کیا کرایا ہے، صحیح واقعات سے اغماض اور ان پر پردہ پوشی کی بہت بُری مثال ہے۔

اسلام پر اس اعتراض کے بعد پادری صاحب نے لفظ "فطرت" کے مفہوم کو متعین کیا ہے، اور بتایا ہے، کہ "بعض اوقات لفظ فطرت لفظِ خدا کا مترادف ہوتا ہے۔ لیکن ہم اس رسالہ میں اس لفظ کو ان معنوں میں استعمال نہیں کرینگے۔ بعض اوقات اس لفظ سے مراد خلقت یا کائنات ہوتی ہے لیکن ہم یہاں لفظِ فطرت کو ان معنوں میں بھی استعمال نہیں کرینگے۔ بعض اوقات لفظ فطرت کو فلسفیانہ جامہ پہنایا جاتا ہے اور اس سے مراد وہ نظریہ ہوتا ہے، جس کو فطرت یا نیچریت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا مذہب عقلی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ نظریہ اپنی خالص عریانی صورت میں خدا، روح اور تمام روحانی امور اور قوی کا انکار کرتا ہے۔ اس نظریہ کا لازمی نتیجہ کفر، الحاد اور مادیت ہے۔ ہم اس رسالہ میں لفظِ فطرت کو ان معنوں میں بھی استعمال نہیں کرینگے بلکہ اس رسالہ میں ہم لفظِ فطرت کو صرف ان جبلّی قویٰ کے لئے استعمال کرینگے، جو انسان میں ودیعت کئے گئے ہیں یہ جبلّی قویٰ وہ طبعی میلانات ہیں جو ہر انسان کی فطرت میں داخل ہیں۔

پہلی فصل میں جبلّی میلانات ان کی اقسام اور خصوصیات بیان کی گئی ہیں اور اس ضمن میں بتایا ہے، کہ جبلّی رجحانات کی مندرجہ ذیل آٹھ بڑی قسمیں ہیں، جو اہم بسیط ابتدائی اور ناقابلِ تحلیل ہیں:-

۱۔ خوف کی جبلّت (۲) جبلّت جنسی (۳) والدینی جبلّت (۴) لڑاکا پن یا غصہ کی جبلّت (۵) تجسّس اور استفسار کی جبلّت (۶) جبلّت اجتماع پسندی (۷) جبلّت عجز و اطاعت اور جبلّت تحکم و خودنمائی (۸) جبلّت حصول و اکتساب۔

بسیط اور ناقابلِ تحلیل جبلّی قوی کی تقسیم میں فلاسفروں کے ہاں مختلف نظریئے ہیں۔ اور پادری صاحب ماشاء اللہ ایم۔اے ہیں۔ اور فلاسفی میں انہوں نے یہ ڈگری حاصل کی ہوئی ہے اس لئے یقیناً ان سے یہ بات مخفی نہیں ہو سکتی۔ ان کو یہ حق ضرور حاصل تھا، کہ وہ ان میں سے اس نظریہ کو اختیار کر لیتے، جس کا تذکرہ انہوں نے اس جگہ کیا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں گذارش ہے، کہ جب انہوں نے حصول و اکتساب کی جبلّت کو ایک بسیط جبلت تسلیم کر لیا ہے، تو اس کے ساتھ ہی انہیں دفع شر کی جبلّت کو بھی تسلیم کر لینا چاہیئے تھا۔ لیکن اپنی کتاب کے صلا پر جو آٹھ بسیط جبلّتیں انہوں نے گنوائی ہیں، ان میں دفع شر کی جبلّت کا ذکر نہیں ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ فصل نہم میں جہاں انہوں نے جبلّتِ حصول و اکتساب پر تفصیلی بحث کی ہے۔ شاید وہاں جبلّت دفع شر کی بحث بھی کر دی ہو گی۔ لیکن وہاں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ جس مکتبِ خیال (School of Thought) کو اختیار کرتے ہوئے انہوں نے بسیط جبلّتوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ تقسیم کی ہے، اس کی رُو سے دفع شر کو بھی ایک بسیط جبلّت تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کو موٹے طور پر یوں سمجھ لیجیئے۔ کہ ایک بالکل انجان بچے کے ہاتھ کو اس کی برداشت سے زائد گرم یا سرد اگر کوئی چیز لگائی جائے، تو وہ اپنے ہاتھ کو کھینچ لیگا۔ اس کا اس طور پر اپنے ہاتھ کو کھینچ لینا دفع شر کی جبلّی قوت ہی کی وجہ سے ہے۔ لیکن جیسا کہ بیان ہوا ہے، پادری صاحب نے اس جبلّت کا ذکر نہیں کیا۔ کیا اس جبلّت کو نظر انداز کر دینے کی وجہ یہ تو نہیں، کہ مسیحی تعلیمات میں اس کی تسکین کا سامان انہیں نظر نہیں آیا۔ بلکہ اس کے برعکس انجیل یہ تعلیم دیتی ہے، کہ :۔

"ظالم کا مقابلہ نہ کر۔ بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے۔ دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔" (متی باب ۵)

ایسی تعلیم کی موجودگی میں پادری صاحب کو شاید عافیت اسی میں نظر آئی کہ اس جبلّت کے تذکرہ کو ہی نظر انداز کر دیں۔ ایک طرف انجیلی تعلیم کا یہ نقص اور دوسری طرف پادری صاحب کا یہ دعویٰ کہ سوائے مسیحیّت کے اور کوئی مذہب دینِ فطرت کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہو سکتا۔ کیا اس سے بڑھکر بھی کوئی دیدہ دلیری ہو سکتی ہے؟

پادری صاحب نے دینِ فطرت کے لئے ضروری قرار دیا ہے، کہ وہ "خدا اور انسان کے درمیان رشتہ اور تعلّق کو زندہ رکھے" (صہ۱) ہم حیران ہیں، کہ پادری صاحب دینِ فطرت کے لئے ایسے معیار پیش کر کے عیسائیت کی تائید کر رہے ہیں یا اس کی جڑوں پر کلہاڑا چلا رہے ہیں کیونکہ پادری صاحب کے پیش کردہ اس معیار پر موجودہ عیسائیت ہرگز پوری نہیں اُترتی۔ دیکھیے خدا مسیح اور اس کے حواریوں سے کلام کرتا تھا۔ کیا یہ تعلّق اب بھی "زندہ" اور "قائم" ہے۔ کیا کوئی مسیحی یہ دعویٰ کر سکتا ہے، کہ آج بھی خدا اس سے اسی طرح ہم کلام ہوتا ہے جس طرح مسیح یا اس کے حواریوں سے ہوتا تھا؟ اگر نہیں تو پھر مسیحیّت کو آپ کس طرح دینِ فطرت ثابت کر سکتے ہیں۔ ہاں اس معیار کی رُو سے اسلام ضرور دینِ فطرت ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود نے بار بار اور بڑے زور سے اسلام کی سچائی کے ثبوت میں اسے اپنی کتب میں پیش کیا ہے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ اور عیسائی وغیرہ مخالفین اسلام کو چیلنج کیا ہے، کہ وہ اسلام کے مقابل پر اپنے مذہب کی زندگی کا ثبوت پیش کریں۔ اور اسلام کی زندگی کے ثبوت میں آپ نے فرمایا، کہ اس کی گذشتہ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ اس میں ہر زمانہ اور ہر قرن میں ایسے ہزارہا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی ہم کلامی سے مشرف فرمایا۔ اور اس طرح اسلام کے ساتھ اپنے تعلق اور رشتہ کے قیام کا ثبوت دیا۔ اور اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لئے مبعوث فرمایا ہے، تا مذہبِ اسلام زندہ مذہب ثابت ہو۔ اور پھر آپ نے سب مذاہب کے لوگوں کو دعوتِ مبازرت دی، کہ آؤ خدا تعالیٰ سے ہمکلامی میں میرے ساتھ مقابلہ کرو۔ اس مقابلہ میں خدا تعالیٰ اسلام کو فتح دے گا۔ اور دیگر مذاہب کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ مگر کسی مذہب کے نمائندہ کو اس روحانی میدانِ مقابلہ میں نکلنے کی ہمت اور جرأت نہ ہوئی۔

مرقس باب۱۶ میں لکھا ہے۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں:۔ "جو ایمان لائینگے، وہ میرے نام سے دیو نکالینگے، اور نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھائیں گے۔ مہلک چیزیں پئیں گے، اور ان کو نقصان نہیں ہوگا۔ بیماروں کو ہاتھ لگا کر چنگا کرینگے"۔ ہمارا یقین ہے کہ حضرت مسیح اور ان کے حواری کامل الایمان تھے اور "آسمانی باپ" سے ان کا پیوند مضبوط تھا۔ لیکن اگر وہ "رشتہ اور تعلق" اب بھی "زندہ" اور "قائم" ہے تو کیا جناب پادری صاحب اس معیار کے مطابق اس کا ثبوت دینگے۔ حضرت مسیحؑ نے بالکل سچ فرمایا ہے، کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ اگر موجودہ عیسائیت سچی ہے، تو خدا اور اس کے متبعین میں وہ تعلق اب بھی زندہ اور قائم ہو جس کے نشانات انجیل میں یہ بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن اگر موجودہ عیسائی دُنیا میں تعلق باللہ کے یہ نشانات نہ ملیں، تو کیا پھر بھی اس کو دینِ فطرت قرار دینا قرینِ انصاف ہوگا؟

اس بحث کے دوران میں پادری صاحب آگے چلکر ص۱۵ پر لکھتے ہیں "انسان پیدائش ہی سے نہ تو گنہگار رہتا ہے اور نہ نیکوکار پیدا ہوتا ہے"۔ یہ الفاظ لکھکر پادری صاحب نے عیسائیت پر ایک اور تبر چلا دیا ہے۔ کیونکہ کفارہ اس کا بنیادی مسئلہ ہے جس کی حقیقت یہ ہے، کہ تمام انسان پیدائشی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طور پر گناہگار ہیں۔ اور آدم کے گناہ نے ان کا سرچشمۂ پیدائش مکدّر کر دیا ہوا ہے۔

پادری صاحب اپنی کتاب کے ص۱۹۱ پر فرماتے ہیں:۔

"دین فطرت کا یہ کام ہے، کہ ہر انسان کو خواہ وہ بدترین خلائق ہی کیوں نہ ہو، گناہ کی غلامی سے رہائی دے۔ اور اس کو توفیق بخشے کہ وہ اپنی جبلّت کی قوت کے میلان کو بدی کی جانب راغب کرنے کی بجائے نیکی کی جانب راغب کر سکے۔"

دین فطرت کے لئے پادری صاحب کا یہ بیان فرمودہ قانون بالکل درست ہے۔ یقیناً کوئی مذہب مذہب کہلانے ہی کا مستحق نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ انسان کو سفلی زندگی کی گندگیوں اور بدی کی آلائشوں سے پاک ہونے کی صلاحیت اور طاقت نہ بخشتا ہو۔ لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آتا، کہ پادری صاحب کس فلسفہ کے زور سے اس معیار سے مسیحیت کی مطابقت دکھلا سکیں گے۔ کیا پادری صاحب فرمائینگے، کہ محض یہ مان لینے سے کہ مسیح مصلوب ہو کر نعوذباللہ ایک لعنتی موت مرا۔ اور اس طرح خدا نے ہمارے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔ اور یہ بے معنی فقرہ کہدینے سے کہ "خدا کی بخشش خداوند یسوع مسیح میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔" لوگوں میں قوت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ گناہوں سے بچ جاویں۔ اور اپنی جبلّت کی قوت کے میلان کو شیطانی خصلتوں اور مذموم عادتوں سے ہٹا کر نیکی کی طرف راغب کر سکیں۔ آخر ایک راستباز کو لعنتی اور خدا سے دور و مہجور ٹھہرانے میں آخر کونسی زبردست قوت پنہاں ہے، کہ اس سے فوراً گناہ کی غلامی سے رہائی مل جاتی ہے۔ بدی کی زنجیریں کٹ جاتی ہیں اور بدی کا وہ میلان اصلاً ختم ہو جاتا ہے، جس کے آگے پند و نصیحت کی آواز بھی نہایت دھیمی اور مدھم ہو کر رہ جاتی ہے۔

پادری صاحب نے دوسرے ہر قسم کے دلائل سے عاجز آ کر تاریخی واقعات کو اپنے اس دعوٰی کی دلیل میں پیش کیا ہے۔ کہ مسیحیت انسان کو گناہ کی غلامی سے نجات دلاتی ہے۔ چنانچہ ص۲۱۱ پر آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ محض انجیل کا دعوٰی ہی نہیں، بلکہ تجربہ اس دعوٰی کی تصدیق بھی کرتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو ہزار سال سے رُوئے زمین کے مختلف ممالک اور ازمنہ، مختلف اقوام اور طبائع کے لوگ بیک زبان اقرار کرتے چلے آئے ہیں، کہ خدا اور مسیح نے ان کی شیطانی خصلتوں اور مذموم عادتوں سے اپنے فضل کے وسیلے توفیق عطا کر کے نجات عطا فرمائی ہے۔"

جناب پادری صاحب نے دو ہزار سال کا یہ تاریخی اقرار پیش کرنے کو تو کر دیا۔ لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ رُوئے زمین کے مختلف ممالک اور ازمنہ، مختلف اقوام اور طبائع کے لوگوں کا بیک زبان یہ اقرار کہ خداوند مسیح نے ان کی شیطانی خصلتوں اور مذموم عادتوں سے اپنے فضل کے وسیلہ ان کو توفیق عطا کر کے نجات عطا فرمائی تھی" درست اور سچا بھی ہے۔ کیونکہ بہتیرے بدکردار نہ صرف یہ کہ پاک زندگی کا دعویٰ کر سکتے ہیں، بلکہ بظاہر ایسی زندگی دکھلا بھی سکتے ہیں۔ حالانکہ اندر سے ان قبروں کی طرح ہوتے ہیں جن میں بجز متعفن مردہ اور اس کی ہڈیوں کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس سے ہماری یہ مراد نہیں ہے، کہ جن لوگوں کے اقرار کا حوالہ پادری صاحب نے دیا ہے، وہ ضرور بُرے ہی تھے، مطلب صرف یہ ہے، کہ اپنی پاک زندگی کے متعلق کسی کا محض اقرار کافی ثبوت نہیں۔

پادری صاحب نے تو بلا کسی حوالہ کے دو ہزار سال کے لوگوں کی زندگیوں کو اپنی تائید میں پیش کر دیا۔ لیکن ہمارے سامنے بائیبل کے ایسے حوالے موجود ہیں، جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کی لعنتی موت پر ایمان گناہ سے باز نہیں رکھتا۔ کیونکہ مسیحیوں کے عقیدہ کے بموجب حضرت داؤد علیہ السلام بھی کفارہ یسوع پر ایمان رکھتے تھے۔ لیکن اس ایمان کے باوجود بائیبل ہمیں بتاتی ہے، کہ حضرت داؤدؑ نے ایک بے گناہ کو قتل کیا، اس کی جورو سے زنا کیا، اور نفسانی کاموں میں خلافت کے خزانہ کا مال خرچ کیا، اور سو تک جورُوئیں کیں، اور اخیر عمر تک اپنے گناہوں کو تازہ کرتے رہے۔ اور ہر روز کمال گستاخی کے ساتھ گناہ کا ارتکاب کیا (نعوذ باللہ من ذالک) پس اگر یسوع کی لعنتی قربانی" وہ زبردست طاقت عطا کر سکتی تھی جس کی مدد سے ہم اپنی جبلت کی قوت کے میلان کو بدی کی جانب راغب کرنے کی بجائے نیکی کی جانب راغب کر سکیں" تو کم از کم حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

داؤدؑ جیسا عظیم الشان انسان اس قدر گناہوں میں ہرگز مبتلا نہ ہوتا۔

اور اصل بات تو یہ ہے، کہ کفارہ کا یہ عقیدہ نہ صرف یہ کہ گناہ کی غلامی سے رہائی نہیں دلاتا، بلکہ گناہ کے ارتکاب پر جرأت دلانے کا موجب ہے۔ کیونکہ ہر مجرم اور گنہگار کو یہ تسلی ہے کہ مسیح ہماری محبت کے لئے اس دنیا میں آیا۔ اور اس نے گناہگاروں سے محبت کر کے ان کے گناہوں کی لعنت اپنے سر پر لے لی۔ تبلایئے! جب ایک شخص ہر قسم کے گناہ کر کے صرف مسیح کی صلیبی موت کا اقرار کرنے سے خدا تعالےٰ کے قہری مواخذہ سے بچ سکتا ہے، تو پھر کیوں اس کو گناہوں کے ارتکاب پر دلیری نہ ہوگی؟ یہی وجہ ہے، ہم دیکھتے ہیں، کہ موجودہ عیسائی دنیا میں بدکرداری کا ایک خوفناک طوفان برپا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے، کہ لعنتی قربانی گناہ سے روک نہیں سکتی۔ اور نہ مسیح کا خون گناہوں سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

اسی سلسلہ میں آگے چلکر پادری صاحب فرماتے ہیں:۔

"اسلام اور دیگر کُل مذاہب اسی پر اکتفا کرتے ہیں، کہ گنہگار کو نیکی کا درس دیں اور نصیحت کر دیں۔ اس سے زیادہ نہیں کرتے۔ قرآن ان جبلّتوں کی قوت کے تقاضوں کے میلانوں کو ایک جانب سے ہٹا کر دوسری جانب راغب کرنے سے قاصر ہے۔ وہ نیک اعمال کی دعوت تو دیتا ہے، لیکن نہ تو نئی پیدائش کی تعلیم دیتا ہے، اور نہ کسی شخص کو نیا مخلوق بنانے پر قادر ہے۔ . . . مسیحیت ہی ایک واحد مذہب ہے، جو نئی پیدائش ہم کو عطا کرتا ہے۔"

افسوس ہے، کہ پادری صاحب نے اسلام کی روحانی اور اخلاقی تعلیمات کو قطعًا نظر انداز کرتے ہوئے یہ لکھنے کی جرأت کی، کہ سوائے پند و نصیحت کے اسلام بدی سے بچنے کے اور ذرائع بیان نہیں کرتا۔ اور نہ کسی شخص کو نئی روحانی زندگی عطا کر سکتا ہے۔ یہ موقعہ نہیں کہ اسلام کے فلسفہ اخلاق کو بیان کیا جاوے، ورنہ ہم تفصیل سے تبلاتے، کہ کس طرح اسلام نے وعظ و نصیحت کے علاوہ گناہ سے چھڑانے کے لئے خدا تعالےٰ کی صحیح معرفت اور اس یگانہ کی پاک کامل اور ذاتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا ہے جس کے "مفصل جواب" کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے موت کا حوالہ دے کر ان کی بیچارگی کے اظہار کی ضرورت محسوس کی ہے۔ ان کی یہ تعریف ایک مطبوعہ کتاب میں ہے اور اسے بارہا ان کی زندگی میں ہی ان کے سامنے بطور حجت پیش کیا گیا تھا۔ اگر اس کا کوئی "مفصل جواب" ان کے پاس ہوتا، تو وہ اپنی زندگی میں دے سکتے تھے۔ پس ہم نے ان کی نسبت کوئی ایسی بات نہیں کہی، جو ان کی زندگی میں نہ کہی ہو کہ ہم پر ایک متوفی شخص پر حملہ کرنے کا اعتراض پڑے۔ البتہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو روایت بیان کی ہے، وہ یقیناً مولوی محمد حسین صاحب کی دیانت پر براہِ راست حملہ ہے کیونکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب کا براہین احمدیہ پر ریویو حقیقت پر مبنی نہیں ہے بلکہ انہوں نے یہ ساری تعریف جھوٹی کی تھی۔ یہ حملہ ایسا ہے، جس پر ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے انہیں کے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ "مولٰنا موصوف چونکہ دوسری دنیا میں چل بسے ہیں" اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب کو ان پر ایسا ذلیل حملہ نہ کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ وہ اس کا "مفصل جواب" نہیں دے سکتے۔ اللہ! اللہ!! مولوی محمد حسین صاحب کی بیچارگی اور کس مپرسی کی بھی کیا حد ہے ان پر ایک ایسا شخص حملہ کرتا ہے جو ایک رنگ میں ان کی جانشینی کا دعویدار ہے۔ جب جانشین کا یہ حال ہے، تو اور کون ان کی طرف سے دفاع کر سکتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس رویہ پر مولوی محمد حسین صاحب کی روح بزبانِ حال یہ مصرع پڑھ رہی ہوگی۔ ؎

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

ہمیں مولوی ثناء اللہ صاحب کا بھی بالآخر یہی انجام نظر آرہا ہے۔ کاش! وہ اس سے نصیحت پکڑیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۞

مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں، کہ مولوی محمد حسین صاحب نے ان سے کہا تھا، کہ میں نے مرزا صاحب کے کتابی پروگرام پر اعتماد کر کے براہین احمدیہ پر تعریفی ریویو لکھا تھا، ورنہ حقیقت یہ

ؔ۱ اہلحدیث مورخہ ۲۳ر جنوری ۱۹۴۲ء ۞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبت اور اس سے دُعا کو ضروری قرار دیا ہے۔ اور اندرونی پاکیزگی اور باطنی صفائی کے لئے جسم، لباس، مکان اور ماحول کی ظاہری صفائی پر بھی زور دیا ہے، اور بتایا ہے، کہ ہماری غذاؤں کا ہمارے اخلاق وعادات کے بنانے میں کیا دخل ہے۔ اور مختلف بدیوں میں علّت ومعلول کا نفسیاتی تسلسل قائم کرکے گناہوں سے بچنے کے نہایت اہم گُر ہمارے سامنے رکھے ہیں

پادری صاحب نے یہ تو لکھ دیا کہ "اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے" (ص۱۲) لیکن یہ نہیں بتایا، کہ اس نئی مخلوق کا حال کیا ہے۔ آئیے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اس کا کیا حال ہے۔ اس کا ایک نمونہ وہ حواری ہے، جس نے تیس روپے لیکر اپنے راستباز استاد کو پکڑوا دیا۔ دوسرا نمونہ کلیسیا کا وہ پہلا پتھر ہے، جس کو آسمان کی کُنجیاں بھی عطا ہوگئی تھیں، لیکن جو امتحان کے وقت مسیح کو ملعون کہکر اس کی جان پہچان سے بھی انکار کر گیا۔ اگر اس نئی مخلوق کا عام نمونہ دیکھنا ہو، تو انجیل جلیل کی وہ عبارت پڑھیئے جس میں لکھا ہے، کہ مسیحؑ کے شاگرد مسیح سے کہنے لگے۔ ہم کیوں دیو نہ نکال سکے۔ تو آپ نے فرمایا "اپنی بے اعتقادی کے سبب" (متی باب۱۷ آیت ۱۹) گویا مسیح میں ہونے والے یہ سارے شاگرد بے اعتقاد اور ناقص الایمان تھے۔ اب پادری صاحب خواہ کتنا زور لگائیں۔ انجیل کی ان شہادتوں کو وہ چھپا نہیں سکتے۔ اور نہ یہ ثابت کر سکتے ہیں، کہ "مسیح میں ہونے" سے کسی میں کوئی خاص روحانی انقلاب آسکتا ہے۔ جب مسیح کے اوّل مخاطبوں کا یہ حال ہے تو بعد کے لوگوں کا فرضی اقرار کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔

یہ حال تو اُس نئی مخلوق کا ہے، جسے مسیح کے ذریعہ نئی پیدائش حاصل ہوئی۔ اب اس کے مقابل پر اس نئی مخلوق کو بھی دیکھو، جسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ حقیقی معنوں میں نئی زندگی ملی۔ کون نہیں جانتا، کہ صحابہ کرام کو اسلام کے راستہ میں ہر قسم کی مشکلات اور مصائب میں سے گذرنا پڑا۔ مگر قدوسیوں کا یہ گروہ آخری دم تک ہزارہا مصائب اور دکھوں کے سامنے سینہ سپر کئے ہوئے آنحضرت صلعم کی محبت میں ثابت قدم رہا۔ ان کو وطن سے بے وطن مال و دولت سے محروم اور عزیز و اقارب سے علیحدہ کیا گیا۔ لیکن کوئی چیز ان کے اس پیوند کو نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توڑ سکی، جو انہوں نے اپنے محبوب کے ساتھ جوڑا تھا۔ مسیح پر جب مصیبت کی گھڑی آتی ہے تو پطرس جسے آسمان کی کنجیاں عطا ہوئی تھیں، اپنے صادق اور معصوم استاد کو ملعون کہتا ہے اور اس سے اپنی ناواقفیت کا اظہار کرتا ہے لیکن جب وقت آیا، تو محمد رسول اللہ فداہ ابی و امی کے پاک صحابہ اپنی مصیبت اور بے سروسامانی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سرفروشانہ انداز میں یہ کہتے ہوئے سُنے جاتے ہیں، کہ نُقَاتِلُ عَنْ یَمِیْنِکَ وَعَنْ شِمَالِکَ وَبَیْنَ یَدَیْکَ وَخَلْفَکَ۔ (بخاری کتاب المغازی) یعنی اے ہمارے دل و جان سے عزیز آقا! ہم تیرے دائیں بھی لڑینگے اور تیرے بائیں بھی۔ پھر تیرے آگے بھی لڑینگے اور تیرے پیچھے بھی۔ اس سے اندازہ کر لو، کہ بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں اور مسیح کے شاگردوں میں کیا فرق ہے۔ صاف کھل جائے گا، کہ پادری صاحب کا یہ فرمانا کس حد تک درست ہے کہ اسلام "نہ تو نئی پیدائش کی تعلیم دیتا ہے۔ اور نہ کسی شخص کو نیا مخلوق بنانے پر قادر ہے"

پھر قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ جب وہ تم کو پکارے۔ تا وہ تمہیں زندگی بخشے۔ (انفال-۳)

کیا اس میں نئی زندگی کی طرف لوگوں کو دعوت نہیں دی گئی؟ کیا اس سے پادری صاحب کے اس دعویٰ کی دھجیاں نہیں اڑ جاتیں، کہ اسلام نئی پیدائش کی تعلیم ہی نہیں دیتا۔

جبلّی میلانات کی عام بحث کے بعد فصل دوئم سے جبلّی میلانات پر علیحدہ علیحدہ تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ سب سے پہلے پادری صاحب نے خوف کی جبلّت کو لیا ہے۔ اور اس کی معمولی تشریح کرنے کے بعد اسلام پر یہ اعتراض کر دیا ہے، کہ اس کے "تمام محرکات کا اصل خدا کا خوف اور وعید عقوبت و تعذیب ہے۔ قرآن میں خدا کی ان صفات پر زور دیا گیا ہے، جن سے خوف ٹپکتا ہے اور انسان مرعوب اور دہشت زدہ اور لرزہ براندام رہتا ہے۔"

پادری صاحب کے قصور علم و فہم پر ہمیں رہ رہ کر تعجب آتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر وہ اسلام کے صحیح رنگ میں مطالعہ پر اس سے آدھی محنت بھی کرتے، جتنی انہوں نے فلسفیانہ مضامین کو اپنی کتاب میں سمیٹنے کی کی ہے، تو اسلامی تعلیمات کو سمجھنے میں ان سے اس قدر افسوسناک لغزشیں نہ ہوتیں۔ اور اسلام اور قرآن مجید کی یہ تعلیمات ان کے سامنے آجاتیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۔ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝	اللہ کی ذات بہت مہربان اور بار بار رحم کرنے والی ہے
۲۔ نَبِّئْ عِبَادِيْ اَنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (حجر۔ ع ۴)	میرے بندوں کو بتا دو کہ میں بہت بخشنے والا اور بہت مہربان ہوں۔
۳۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (زمر۔ ع ۶)	اے رسول کہدے اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر مت ناامید ہو اللہ کی رحمت سے۔ یقیناً اللہ تمام گناہ بخش دیتا ہے ضرور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔
۴۔ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (اعراف۔ ع ۱۹)	میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیرا ہوا ہے۔
۵۔ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ (انعام۔ ع ۶)	فرض کر لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو۔

اسی طرح احادیث میں آتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے انتہا محبت رکھتا ہے اور اگر کوئی بندہ اس سے سرتابی کرے، تو اس کو کرب ہوتا ہے۔ اور جب وہ بندہ پھر اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ کے سلوک کی وہی کیفیت ہوتی ہے جو اُس بے کس مسافر کی جو ایک لق ودق بے آب وگیاہ میدان میں اپنی اونٹنی کھو بیٹھتا ہے۔ اور بہت تلاش کے بعد سرگشتہ وحیران تھکا ماندہ زمین پر پڑ کر سو جاتا ہے۔ اور جب اس کی آنکھ کھلتی ہے، تو ناگاہ اپنی اونٹنی کو اپنے سامنے موجود پاتا ہے۔ تب اس وقت بے اختیار اس کے منہ سے یہ جملہ نکل جاتا ہے، کہ "اے خدا! تو میرا بندہ اور مَیں تیرا رب ہوں"۔

کیا ان واضح نصوص کے ہوتے ہوئے بھی ایمانداری سے یہ کہنے کی جرأت کی جا سکتی ہے کہ قرآن میں خدا کی انہیں صفات پر زور دیا گیا ہے جن سے خوف ٹپکتا ہے۔ اور "انسان مرعوب و دہشت زدہ اور لرزہ براندام رہتا ہے"۔

پادری صاحب کو اسلام کے خدا کی صفات غضب وتعذیب پر معترض ہونے سے پہلے اپنی بائیبل مقدس پر ضرور نظر کر لینی چاہیئے تھی۔ بائیبل فرماتی ہے:۔

"جب نوحؑ کے وقت انسان کی بدی بڑھ گئی، تو خدا انسان کے پیدا کرنے پر پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا۔... اور خداوند نے کہا، کہ مَیں انسان کو جسے مَیں نے پیدا کیا روئے زمین پر سے مٹا ڈالونگا۔ انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک کو۔ کیونکہ مَیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے بنانے سے پچھتایا ہوں۔" (پیدائش باب ۶ آیت ۷)

اور خروج باب ۱۴ و ۱۵ میں فرعونیوں کی ہلاکت کے ذکر میں لکھا ہے:۔

" خداوند نے مصریوں کو دریا میں ہلاک کیا۔ اور پانی پھرا اور گاڑیوں اور سواریوں اور فرعون کے سب لشکر کو جو اُن کے پیچھے دریا کے بیچ آئے تھے چھپا لیا۔ اور ایک بھی ان میں سے باقی نہ چھوٹا۔ ... اور اسرائیلیوں نے بڑی قدرت جو خداوند نے ظاہر کی دیکھی۔ اور لوگ خداوند سے ڈرے تب خداوند اور اس کے بندے موسیٰ پر ایمان لائے۔ تب موسیٰ اور بنی اسرائیل نے خداوند کے آگے یہ گیت گایا۔ اور بولے کہ میں خداوند کی حمد و ثنا گاؤنگا، کہ اس نے بڑے جلال سے اپنے تئیں ظاہر کیا۔ ... خداوند صاحبِ جنگ ہے۔ ... فرعون کی گاڑیاں اور اس کا لشکر اس نے دریا میں ڈال دیا۔ ... اے خداوند تیرے داہنے ہاتھ نے بیریوں کو چور چار کیا۔ تو نے اپنے بڑے جلال سے اپنا سامنا کرنیوالوں کو ڈھا دیا۔ تو نے اپنے غضب کو بھیجا، جس نے ان کو تنکے کی مانند جلایا۔"

نیز لکھا ہے:۔" خداوند خدا رحیم و مہربان قہر میں دھیما رب الفیض و وفا ہزار پشت کے لئے فضل رکھنے والا گناہ تقصیر اور خطا کو بخشنے والا۔ لیکن وہ ہر حال میں معاف نہ کریگا۔ بلکہ باپوں کے گناہ کا ان کے فرزندوں سے اور فرزندوں کے فرزندوں سے تیسری اور چوتھی پشت تک بدلہ لیگا"

(خروج باب ۳۴۔ آیت ۶۔ ۷)

الامان! الحفیظ!! کیا اسی برتے پر پادری صاحب اسلامی اور مسیحی تعلیم کا موازنہ کرنے بیٹھے تھے۔

163

بیشک اسلام کا خدا ایسی صفات سے بھی متصف ہے جن کی وجہ سے بدکردار اپنے کیفر کردار کو پہونچتے ہیں۔ لیکن پادری صاحب کو غلطی لگی، کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو دیکھکر یہ سمجھ لیا، کہ اسلام محبت کی بجائے خوف پر خالق و مخلوق کے تعلقات کی بنیاد رکھتا ہے۔ ہم یہ آیت قرآنیہ درج کر چکے ہیں قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ہم نہیں سمجھتے اس سے زیادہ جاذب توجہ رحم و محبت کا اور کیا بلاوا ہوسکتا ہے۔ پادری صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن مجید نے رحمٰن۔ رحیم اور غفور وغیرہ جو صفات الٰہیہ بیان کی ہیں یہ سب خدا تعالیٰ کی صفات حقیقیہ کے تابع ہیں حالانکہ ہم سورۃ اعراف میں یہ آیت پڑھتے ہیں رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ کہ میری رحمت دنیا کی تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے ان تمام چیزوں میں خدا تعالیٰ کی وہ صفات بھی شامل ہیں جن کی محض موجودگی پادری صاحب کی نظر میں

... قابل اعتراض ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاں رحیم و کریم ہے وہاں عادل اور مالک یوم الدین بھی ہے۔ اس دنیا میں دو طرح کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات

(از جناب گیانی واحد حسین صاحب مبلّغ سلسلہ احمدیّہ)

گورو گوبند سنگھ صاحب اور بہادر شاہ

۱۔ حضرت عالمگیر اورنگ زیب کی وفات کے بعد شہزادہ اعظم شاہ اور بہادر شاہ کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ گورو صاحب نے بہادر شاہ کی امداد کر کے اس کو تخت دلوایا[1] (گورو سوبھا صفحہ ۹۱ و سورج پرکاش صفحہ ۶۱۷۶ د تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۹۲)

۲۔ سیناپت وبھائی سنتوکھ سنگھ نے گورسوبھا و سورج پرکاش میں لکھا ہے، کہ بہادر شاہ نے گورو صاحب کی بہت عزت کی اور خلعت عطا فرمایا، ملاحظہ ہو گورسوبھا گرنتھ صفحہ ۹۵ و سورج پرکاش صفحہ ۶۱۹۲ نیز گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں، کہ بادشاہ نے اس خیال سے کہ آنند پور کی لڑائی میں ان کا بہت سا نقصان ہوا ہے کئی لاکھ نقد و زیور مع تحفہ تحائف گورو صاحب کی نذر کیا۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۹۳)

۳۔ بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب مصنف سورج پرکاش لکھتے ہیں، کہ جب گورو صاحب کے پیٹ میں ان کے ذاتی دشمن نے چھرا گھونپا، تو اس کی اطلاع بہادر شاہ کو پہونچی تو بہادر شاہ نے شاہی جرّاح آپ کے علاج کے لئے بھیجدیئے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

ایہہ کیا بھیو رہیو لیسمائے ؛ ترُت جراحن بلوائے
کرتا کید دیئے اہیہ بلَی ؛ راضی کرو زخم بدھ بھلی
ترنگ دھوا وت سو چل آئے ؛ درشن کرکے سیس نوائے
کھول زخم کو سب بدھ ہیرا ؛ شُبھ اُپچار کرے نس پیرا

(سورج پرکاش رُت ۵ انسو ۴۱ صفحہ ۴۲۱۲)

یعنی بادشاہ حیران ہوا۔ کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ بہت جلد اس نے شاہی جراحوں کو بلوایا۔ اور تاکید کی، کہ زخم بہت جلد اچھے کرد۔ جراح بہت جلد گھوڑوں پر آپ کے پاس پہونچے۔ زخموں کو کھولکر دیکھا اور اعلیٰ علاج سے آپ کو تندرست کیا۔

[1] الفنسٹن صاحب نے لکھا ہے، کہ گورو صاحب نے بہادر شاہ کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔ اور اپنی تائید میں فارسٹر، سرجان میلکم، اور خافی خان کو پیش کیا ہے کننگھم صاحب اور محمد قاسم میر نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۴۔ "بہادر شاہ نے گورو صاحب کی خدمت میں ایک بے بہا قیمت کا ہیرا بطور نذر پیش کیا۔ لیکن گورو صاحب نے اس ہیرے کو دریا میں پھینک دیا۔ جو بادشاہ کو سخت ناگوار گذرا۔ گورو صاحب نے اس کا رنج مٹانے کے لئے فرمایا۔ کہ اگر اس ہیرے کو ہم اپنے خزانہ میں رکھ لیتے تو کچھ بڑی بات نہ تھی۔ لیکن اس جگہ پھینک دینے سے اس جگہ کا نام ہیرا گھاٹ ہمیشہ کے لئے مشہور ہوگا۔ جس سے آپ کی یادگار رہے گی۔ چنانچہ اب تک وہ ہیرا گھاٹ کے نام سے مشہور ہے۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۹۶)

۵۔ گیانی ٹھاکر سنگھ صاحب لکھتے ہیں:۔ "سیف یا سروہی[1] اس کا نام ہے۔ لمبائی چار فٹ ساڑھے تین انچ ہے۔ یہ حضرت امام حسینؓ کے ہاتھوں کی تلوار ہے۔ اور اورنگ زیب کے بیٹے بہادر شاہ نے ست گورو کی نذر کی تھی۔ آج تک سری تخت کیس گڑھ صاحب آنند پور میں موجود ہے۔" (سری گوردوارے درشن صفحہ ۱۰۶)

ایک مسلمان کے لئے حضرت امام حسینؓ کی تلوار سے زیادہ اور کون سی چیز پیاری اور محبوب ہو سکتی ہے۔ لیکن بہادر شاہ کو گورو صاحب سے اس قدر محبت تھی، کہ اس نے یہ تلوار آپ کو نذر دینے سے دریغ نہ کیا۔

۶۔ "۱۲ مئی ۱۹۶۶ء بکرمی بھائی جہر داس نے ایک درخواست ڈپٹی کمشنر لاہور کے پاس دی۔ اس میں بتایا کہ جب سری گورو گوبند سنگھ صاحب حیدر آباد دکن جاتے ہوئے موضع پوکھر پہونچے تو بھائی پرتھی چند نے ان کے درشن کئے۔ ان دنوں اورنگ زیب بادشاہ کی وفات پر شہزادہ تارا اعظم اور بہادر شاہ کے درمیان جھگڑا ہوا۔ تو بہادر شاہ نے گورو صاحب سے اپنی فتح کے لئے دعا چاہی۔ سری گورو جی نے شہزادہ بہادر شاہ کو اجازت بخشی۔ اور اکال پرکھ کے پاس اس کی فتح کی دعا کی۔ اور وہ کامیاب ہوا۔ بہادر شاہ کے حکم سے ساتھ بھائی پرتھی چند نے دھرمسالہ پکی بنوائی۔ بادشاہ اس استھان کی بہت عزت کیا کرتا تھا۔ اسی طرح ۱۹۰۵ء میں گوردوارہ نانک کے سیواداروں نے ڈیرے کے حالات سردار عبدالرحمٰن صاحب ڈپٹی کلکٹر کے سامنے بیان کئے۔ اور سردار صاحب نے سرٹیفکیٹ دیا۔ اس میں لکھا کہ سمت ۱۷۶۳

[1] دسم گرنتھ صاحب میں جس سیف اور سروہی کا ذکر گورو گوبند سنگھ صاحب کی زبانی مرقوم ہے وہ یہی تلوار معلوم ہوتی ہے۔ دیکھو رستر نام مالا۔ دسم گرنتھ "سیف سروہی سہتھی یہی ہمارے پیر"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بکرمی میں بہادر شاہ کے راج میں بھائی پرتھی چند صاحب نے یہ ڈیرہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے حکم سے قائم کیا۔ اور لنگر جاری کیا۔" (اخبار خالصہ سماچار جلد ۳۳ نمبر ۱۲ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۲ء)

نظام حیدر آباد کی طرف سے گوردوارہ سری حضور صاحب کو جاگیر

حیدر آباد دکن میں جو گوردوارہ سری گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات کی جگہ پر تعمیر کیا گیا ہے، وہ حضور صاحب کے نام سے مشہور ہے اس کے متعلق سکھوں کے مشہور مورخ بھائی ویر سنگھ صاحب لکھتے ہیں:۔

"نظام کی طرف سے جس طرح ہندو مسلمان وغیرہ مندروں کو جاگیریں ملتی ہیں، اسی طرح اس گوردوارہ کے ساتھ پانچ گاؤں کی جاگیر ہے، جو اٹھارہ ہزار روپیہ کے قریب سالانہ بنتی ہے گاؤں کے نام یہ ہیں (۱) باری (۲) بکساری (۳) بشن پوری (۴) ہلکی (۵) مائسر۔ یہ آمدنی مندر کی سیوا کے لئے ہے اتنی ہی رقم سیواداروں کے لئے بھی ملتی ہے۔ ریاست کی فوج میں باراں ہزار کے قریب سکھ ملازم ہیں۔ اس فوج میں سے ایک سکھ رسالدار سال سال کے لئے سربراہ بنتا ہے۔ پچھلے دنوں میں ایک پارسی ڈپٹی کمشنر نے سنگ مرمر اور سونا لگانے کی سیوا میں بڑی دلچسپی لی تھی۔ ریاست کی پولیس میں کئی سو سکھ ملازم ہیں۔" (حاشیہ سورج پرکاش ایڈیشن ۱۲ آنسو ۲۵ صفحہ ۶۳۳۹)

بھائی ویر سنگھ نے جاگیر کی آمدنی کا اندازہ اٹھارہ ہزار روپیہ لگایا۔ مگر گوپال کھیم کرن صاحب لکھتے ہیں:
"نظام سرکار کی طرف سے بھی سری حضور صاحب گوردوارے کے لئے پانچ گاؤں بطور جاگیر لگے ہوئے ہیں۔ جن کی آمدنی گوردوارہ کی ترقی لنگر اور سیواداروں کیلئے خرچ ہوتی ہے۔ اسجگہ یہ بات بتانے کے لائق ہے کہ موجودہ نظام صاحب کے والد صاحب کو ایک دفعہ مشورہ دیا گیا، کہ گوردوارہ ناندیڑ کی جاگیر بیس ہزار سے زیادہ ہے کم کرکے بارہ ہزار کر دیجائے۔ اعلیحضرت نے فرمان کیا، کہ سری گورو گوبند سنگھ صاحب کو ماننے والے غریب امیر رئیس اور راجہ مہاراجہ ہیں۔ مگر یہ فخر ہم ہی کو ہے کہ ان کا آخری مقام ہماری راجدھانی میں ہے۔ اگر جاگیر کم کی جائیگی تو اخراجات کہاں سے ہونگے۔ لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ جاگیر بدستور بیس ہزار رکھی جائے اور یہ جاگیر اب تک جاری ہے۔" (رسالہ امرت بابت ماہ جولائی ۱۹۳۵ء)

لیکن گیانی ٹھاکر سنگھ صاحب اس جاگیر کی آمدنی بائیس ہزار بتلاتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:۔ "بائیس ہزار کی جاگیر نظام حیدر آباد کی طرف سے سری حضور صاحب گوردوارہ کے نام لگائی ہوئی ہے۔" (سری گوردوارہ درشن صفحہ ۹۴)

لالہ کنہیا لال اپنی کتاب "تواریخ پنجاب" میں لکھتے ہیں:۔ "نواب حیدر آباد دکن باوجود مسلمان ہونیکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوردوارہ کا بڑا ادب کرتے ہیں۔ اور جاگیر ہمیشہ کے واسطے مقرر ہے۔ گوردوارہ سے نواب صاحب کے واسطے بھی پرشاد جاتا ہے۔ اور وہ بڑے اعتقاد سے قبول کرتے ہیں" (ص۵۷)

ناظرین یہ ہے مسلمان حکمرانوں کی دریا دلی اور رواداری۔ ان واقعات کے ہوتے ہوئے کون نہیں مانیگا کہ مسلمان ہمیشہ سکھ گورو صاحبان سے محبت کرتے رہے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا سری گوردوارہ کو عطیہ

ایڈیٹر اخبار شیر پنجاب سردار امر سنگھ صاحب لکھتے ہیں:-

"پٹیالہ ۲۴ر فروری۔ ۲۲ر فروری کو خلیفہ قادیان کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن نے کرنل سردار رگھبیر سنگھ سیکرٹری گوردوارہ کمیٹی سے ملاقات کی، اور گوردوارہ کی تعمیر کے لئے پانچ صد روپیہ دان کیا۔ چندہ کو منظور کرتے ہوئے کرنل رگھبیر سنگھ نے کہا، کہ اس قسم کی امداد سے سکھوں اور احمدیوں کے تعلقات جو پہلے ہی خوشگوار ہیں، زیادہ بہتر ہو جائیں گے۔ ڈیپوٹیشن نے مہاراجہ صاحب پٹیالہ سے بھی جو کمیٹی کے پریذیڈنٹ ہیں ملاقات کی۔ انہوں نے احمدیہ جماعت کی اس سپرٹ کی بہت تعریف کی، اور کہا، کہ آجکل کے فرقہ دارانہ کشیدگی کے دنوں میں اس قسم کی ہمدردانہ امداد بداعتمادی اور شکوک کو جو مختلف جماعتوں میں پائے جاتے ہیں، دُور کرے گی۔" (اخبار شیر پنجاب۔ ۳ر مارچ ۱۹۳۵ء)

نیز دوسری جگہ آپ پھر تحریر فرماتے ہیں:-

"گذشتہ ہفتہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح قادیان کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن نے پٹیالہ پہنچکر سری گورو گوبند سنگھ مہاراج کے جنم استھان تخت سری پٹنہ صاحب کی عمارت کے لئے پانچسو روپیہ چندہ پیش کیا، جو کرنل سردار رگھبیر سنگھ صاحب سردار صاحب ڈیوڑھی سیکرٹری تخت پٹنہ صاحب کمیٹی نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا۔ ڈیپوٹیشن کو ہز ہائی نس مہاراجا دھیراج نے بھی شرف باریابی بخشا اور احمدیہ جماعت کے خلیفہ و امام کا اس مخلصانہ پیش کش کے لئے شکریہ ادا فرمایا۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین صاحب کے مذہبی و سیاسی خیالات سے ہمیں نہایت سخت اختلافات ہیں۔ اور ہمارا ان سے مذہب و سیاسیات میں اتفاق ناممکن ہے۔ لیکن جو لوگ احمدیوں کی تنظیم ان کی سرگرمیوں اور مختلف تحریکوں سے دلچسپی رکھتے ہیں، وہ سب ان کی قوت عظیم اسلامی لٹریچر سے نہایت وسیع واقفیت علم و فضل اور اپنی جماعت کی قیادت کے لئے غیر معمولی تدبر و دانشمندی کے قائل ہیں۔ اور سکھوں کے نہایت متبرک و مقدس گوردوارہ کی عمارت کیلئے پانچسو روپے چندہ کی رقم جہاں غیر مسلم ہمسایوں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کے اخلاص اور رواداری کا ثبوت سمجھا جائیگا۔ وہاں اس میں آپ کی ایک مسلمہ معاملہ فہمی اور دانشمندی کا راز بھی مضمر ہے۔" (شیر پنجاب ۳ر مارچ ۱۹۳۵ء)

اُداسیوں کو مسلمانوں کی طرف سے جاگیریں

۱۔ باوا نہال سنگھ صاحب بھلّہ اپنی کتاب "خورشید خالصہ" میں تحریر فرماتے ہیں، کہ باوا آنند رام چیلہ درگاہی رام کو بادشاہ محمد شاہ نے سات گاؤں جن کے نام یک تہر۔ لڑتی۔ گودن پورستان نگر کھور لیا۔ کمرا اڑا۔ حاکم رشد تعلق لنگر معاف کر دیئے جن کو عزیزی سرلکھ سنگھ بچشم خود دیکھ آئے ہیں" (خورشید خالصہ ص۱۲)

۲۔ "اُداسیوں کے کئی استھانوں کو مسلمان بادشاہوں نے جاگیریں دی ہوئی ہیں" دسری گھر گمبھیر گزٹ روپڑ ۸ر مارچ ۱۹۴۲ء ص۲)

فرمان محمد شاہ بنام مہاراجہ آلا سنگھ آف پٹیالہ

"سمت ۱۷۸۱ بکرمی مطابق ۱۷۲۵ء میں محمد شاہ بادشاہ دہلی کی جانب سے ایک فرمان یعنی قمرالدین وزیر امین خاں سردار آلا سنگھ صاحب نے اپنی تقویت کے لئے دہلی سے حاصل کیا جس میں یہ حکم تھا، کہ تمہاری خدمات آبادی ملک سے خوشی ہوئی اور اسی طرح کارگذاری دیکھکر آپ کو راجہ کا خطاب بھی دیا جائیگا۔ فرمان مرقومہ ۱۲ر رمضان ۱۱۳۷ھ جو نواب میر منو ولد قمرالدین وسمیع یار خاں کے ہاتھ سرہند کے مقام پر مہاراجہ آلا سنگھ کو دیا گیا" (تواریخ راج خالصہ صفحہ ۷۷، ۳ حالات خاندان پٹیالہ)

سردار امر سنگھ کو احمد شاہ ابدالی کیطرف سے خطاب

"جب سمت ۱۸۲۴ بکرمی میں آخری حملہ احمد شاہ ابدالی کا ہوا۔ تو راجہ امر سنگھ (آف پٹیالہ) نے چھ لاکھ کے قریب تحفہ تحائف و نقد نذرانہ دیکر بادشاہ کو بہت خوش کیا۔ بادشاہ نے راجہ امر سنگھ کو علاوہ خلعت فاخرہ و بے بہا تحائف کے مراتب کی جملہ علامات جو با اختیار ریاست کی خیال کی جاتی ہیں دیا۔ اور راجہ راجگان بہادر کا خطاب بھی عطا کیا۔ بلکہ سکہ جاری کرنیکی اجازت دیدی۔ چنانچہ اسی یادگار میں پٹیالہ کے سکہ پر اب تک یہ عبارت لکھی جاتی ہے:۔ "حکم شد از قادر بیچوں با احمد شاہ بسکہ زد بر سیم و زر از اوج ماہی تا بماہ" (تواریخ راج خالصہ صفحہ ۳۸۸) نیز لکھا ہے:۔ "راجہ کا خطاب سردار آلا سنگھ کو شاہ ابدالی نے بمقام برنالہ معہ نقارہ و نشان و اختیارات اجرائے دارالضرب دیئے تھے اور مہاراجہ راجگان کا خطاب معہ ماہی مراتب اسی موقعہ پر شاہ ابدالی نے مہاراجہ امر سنگھ بہادر کو دیا تھا" (راج خالصہ صفحہ ۳۸۸) (باقی آئندہ)

لے اُداسی سکھوں کا ایک فرقہ ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتبہ احمدیہ کی کتابیں

مکتبہ احمدیہ کی معرفت آپ ہندوستان کے ہر مصنف کی کتاب طلب فرما سکتے ہیں۔ اصل قیمت پر مہیا کی جائیگی۔ مکتبہ کی حسب ذیل کتابیں قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں۔ آپ بھی طلب فرمائیں۔

اسوۂ حسنہ: حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فاضل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچسو احادیث کا اردو میں ترجمہ کیا ہے یہ اخلاقی، علمی اور عملی اسباق کا بے نظیر مجموعہ ہے اسکے مطالعہ سے آپ اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے ہر خد و خال سے واقف ہو سکیں گے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ دنیا کے اس عظیم الشان مصلح نے کس طرح اپنے پاکیزہ اقوال سے انقلاب پیدا کیا۔ قادیان کی لڑکوں اور لڑکیوں کی درسگاہوں میں یہ کتاب بطور نصاب داخل ہے کیونکہ بچوں کیلئے یہ نہایت مفید ہے ضخامت دو سو صفحات۔ کاغذ۔ کتابت اور طباعت نہایت عمدہ قیمت فی نسخہ ۶ر تین نسخوں کی قیمت ایک روپیہ ؂

گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کا قتل: یہ کتاب گیانی واحد حسین صاحب کی تصنیف ہے۔ اس میں سکھوں کے اس الزام کی تردید کی گئی ہے۔ جو وہ سرہند کے مسلمان صوبہ دار پر لگاتے ہیں کہ گورو صاحب کے بچوں کو اس نے اسلام قبول نہ کرنیکی وجہ سے زندہ دیوار میں چُنا دیا تھا۔ اور اسی ضمن میں وہ حضرت عالمگیر اورنگزیب پر بھی تہمت لگاتے ہیں کہ یہ سب کچھ انکی پالیسی کے ماتحت ہوا تھا۔ گیانی صاحب نے اس کتاب میں خود سکھوں کی معتبر کتب سے اس الزام کی نہایت احسن پیرایہ میں تردید کی ہے ملک کے مشہور ادیب مولانا عبد المجید صاحب سالک ایڈیٹر روزنامہ انقلاب نے اس کا دیباچہ لکھا ہے۔ مختلف اخبارات کے ایڈیٹروں نے اس پر شاندار ریویو کئے ہیں کتاب سکھوں میں کثرت شائع کرنیکے قابل ہے۔ کیونکہ سکھوں اور مسلمانوں میں اختلاف اور دشمنی کی جو خلیج ایسے الزامات کی وجہ سے حائل ہو گئی ہے اُسے پاٹنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے قیمت فی نسخہ ۲ر ایک روپیہ میں دس نسخے ؂

ویدوں میں احمد اور قادیان - یہ ایک نہایت عالمانہ مناظرہ ہے۔ جو فاضل سنسکرت و عربی مولانا عبد اللہ ناصر الدین صاحب اور آریہ پنڈت ترلوک چند صاحب کے درمیان ہوا۔ موضوع مناظرہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے قیمت فی نسخہ ۱ر زیادہ تعداد میں خریدنے والے کو ار فی نسخہ کے حساب سے دیجائیگی ؂ ملنے کا پتہ: مینیجر مکتبہ احمدیہ قادیان

(مکمل فہرست مفت طلب فرمائیں ؂)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے، کہ مولوی محمد حسین صاحب نے یہ خلاف واقعہ بات کہی ہو۔ **اوّل** اس لئے کہ اپنی زندگی میں ان کا کسی اور سے یہ بات کہنا ثابت نہیں ہے اور نہ ان کی کسی تحریر میں اس کا کوئی اشارہ پایا جاتا ہے۔ پس ہم یہ کیونکر مان لیں کہ صرف مولوی ثناء اللہ صاحب کے کان میں انہوں نے یہ بات کہی، اور باقی دنیا کو اس سے بے خبر رکھا۔ آخر اس کی حکمت کیا ہوسکتی ہے، کہ وہ بات جو ان کی ایک ایسی تحریر کے متعلق ہے، جسے ہر جگہ مناظرات میں پیش کیا جاتا رہا، اُسے وہ صرف مولوی ثناء اللہ صاحب ہی سے بیان کریں۔ اور دوسرے تمام لوگوں سے اُسے چھپائے رکھیں۔ **دوم** اس لئے کہ جو تعریف انہوں نے اپنے رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور براہین احمدیہ کی کی ہے، وہ حضور کی **پہلی** زندگی کی پاکیزگی اور **سابقہ** بے نظیر اسلامی خدمات کی بناء پر کی ہے۔ آئندہ کے کسی پروگرام وغیرہ پر اعتماد کا اس میں ہرگز ذکر نہیں ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں:-

"..... اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے، جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے، جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفینِ اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے، جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی وجانی وقلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو۔"

یہیں پر بس نہیں ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے مفصل ریویو کے دوران میں کتاب

وصیّتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع دے۔

نمبر ۶۱۲۹:۔ منکہ فضل کریم احمدی ولد میاں احمد دین قوم خواجہ پیشہ ڈاکٹری عمر ۴۰ سال ساکن کھوتیاں تحصیل چکوال حال بالاکوٹ ضلع ہزارہ صوبہ سرحد تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۴۴ ۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے کچھ جائیداد بصورت مکانات ہے لیکن ابھی وہ متنازعہ فیہ ہے کچھ قرضہ میں رہن ہے بنا بریں اس وقت میں اپنی آمدن کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو کہ میرے پیشہ ڈاکٹری میں ہوتی ہے۔ اپنی آمدن سے ۱/۱۰ حصہ بصورت نقدی سہ ماہی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان تا زیست کرتا رہونگا۔ اور میری موت کے بعد جو میری جائیداد غیر منقولہ ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں نے اپنی زندگی میں اپنی جائداد کی قیمت کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے آگے ادا کر کے رسید حاصل کرلی۔ تو وہ ادائیگی منہائی کی جاویگی۔ لہذا یہ چند سطور بطور وصیّت اقرار کے لکھی ہیں کہ سند رہے۔ العبد:۔ ڈاکٹر فضل کریم بقلم خود بالاکوٹ: گواہ شد:۔ عبدالرحمن خان بالاکوٹ۔ گواہ شد:۔ ایم حفیظ اللہ جنرل مرچنٹ بساطی بالاکوٹ:

نمبر ۲۳۶۲:۔ منکہ رمضان بی بی زوجہ ناظر دین قوم موچی احمدی ساکن موضع بگول بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۲۵ ۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد زیورات طلائی و نقرئی -/۶۰ روپے اور مبلغ دو صد روپیہ میرا مہر ہے کل مالیت ۲۶۰ روپے کی مالک ہوں اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی اور جائداد میری ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم وصیت میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ موصوف کرا دوں تو اسی قدر رقم وصیت سے منہا ہوگی۔ الامۃ:۔ رمضان بی بی بگول۔ گواہ شد:۔ قمر الدین مولوی فاضل۔ گواہ شد:۔ ناظر دین سکنہ بگول خاوند موصیہ۔ کاتب۔ خیر الدین سیکھواں:

نمبر ۶۱۳۲:۔ منکہ طالعہ بی بی زوجہ مبارک علی صاحب قوم جٹ عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن بالگڑھ ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴۴ ۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرا مہر یکصد روپیہ ہے اس میں سے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ زیور بالکل نہیں ہے۔ الامۃ:۔ طالعہ بی بی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: مستری محمد دین بقلم خود سیکرٹری۔ گواہ شد:۔ (چوہدری) مبارک علی بقلم خود خاوند موصیہ ؛

نمبر ۶۱۳۱ :۔ منکہ محمد اشرف ولد چوہدری غلام رسول قوم رنگ پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت ۲۸ ۴/۴۲ ساکن چک پنیار ڈاکخانہ بھلوال ضلع سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ ۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میرا پیشہ ملازمت ہے اور ماہوار آمدنی -/۲۵۰ روپے ہے اس میں سے دس فیصدی کے حساب سے انشاء اللہ ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ نیز وعدہ کرتا ہوں کہ اگر اس آمدنی میں اضافہ ہوا۔ تو مذکورہ شرح سے چندہ بھی ادا کرتا رہونگا۔ نیز اگر اس دوران میں کوئی غیر منقولہ جائداد پیدا کروں تو میں انجمن کو اطلاع دونگا۔ نیز اگر میرے مرنیکے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد اشرف بقلم خود سیکنڈ لفٹنٹ آر۔ آئی۔ اے۔ سی۔ جبل پور۔ گواہ شد:۔ اللہ بخش ولد میراں بخش سکنہ چک ۹ پنیار۔ گواہ شد:۔ مہر دین بقلم خود چک ۹ پنیار ؛

نمبر ۶۱۳۰ :۔ منکہ قاضی منظور الحق ولد قاضی عبد المجید صاحب قوم راجپوت جنجوعہ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی سکنہ قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج ۳۰ ۳/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ہے میری ماہوار تنخواہ اس وقت مبلغ -/۱۳۰ روپے ہے میں اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنیکے بعد اگر میری کوئی جائداد ثابت ہوسکے تو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: قاضی منظور الحق بقلم خود دار الانوار قادیان۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر قاضی محمد منیر امیر جماعت احمدیہ امرتسر۔ گواہ شد:۔ (ڈاکٹر) معراج الدین بقلم خود ؛ گواہ شد:۔ محمد یعقوب قیس مہاجر قادیان ؛

نمبر ۶۱۲۷ :۔ منکہ خورشید احمد ولد جناب بابو سلامت علی صاحب قوم شیخ پیشہ طالبعلم عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ ۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ خاکسار کی کل جائیداد اس وقت -/۴۴۰ روپے ہیں۔ اس رقم کے متعلق اور اس کے علاوہ بوقت وفات میری جتنی بھی جائداد ثابت ہو اسکے متعلق بھی میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری ماہوار آمدنی کوئی نہیں البتہ قبلہ والد صاحب کی طرف سے کچھ رقم بطور جیب خرچ ملتی ہے جو معیّن نہیں ہے میں اس رقم کا ۱/۱۰ حصہ اور اس کے علاوہ آئندہ جو کچھ بھی میری ماہوار آمدنی ہوگی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ہر ماہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں تاحیات ادا کرتا رہونگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ العبد:۔ خورشید احمد بھاٹی گیٹ محلہ پٹر نگاں لاہور۔ گواہ شد:۔ برکت علی عفی عنہ جوائنٹ ناظر بیت المال۔ گواہ شد:۔ خرزند علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عفی عنہ۔ ناظر بیت المال۔ قادیان۔

نمبر ۶۱۲۶:۔ منکہ زینب بی بی زوجہ پیر محمد قوم گوندل عمر ۳۶ سال پیدائشی احمدی ساکن مانگٹ اونچے حال قادیان ڈاکخانہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۲/۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں بیان کرتی ہوں کہ سوائے حق مہر مبلغ تین صد روپیہ کے میری کوئی جائداد نہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری وفات کے وقت جو جائداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں وصیت کردہ حصہ میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف کرادوں وہ وصیت کردہ حصہ سے منہا کی جائیگی میرا مہر اس وقت تک میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ الامتہ:۔ زینب بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ پیر محمد بقلم خود خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ سید لال شاہ احمدی امیر جماعت احمدیہ آنبہ ضلع شیخوپورہ۔

نمبر ۶۱۲۵:۔ شاہ محمد ولد حسن محمد قوم جٹ کاہلوں پیشہ زمیندارہ عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن شاہ پور امر گڑھ ڈاکخانہ وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۲/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ زمین ۴۲ کنال چاہی واقع موضع امر گڑھ شاہ پور ہے جس کی قیمت اندازاً اڈیڑھ ہزار روپے ہے۔ (۲) مکان خام قیمتی -/۵۰ روپے۔ میں اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ شاہ محمد نمبردار۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ۔ گواہ شد:۔ غلام احمد ارشد مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ گواہ شد:۔ عبدالرحمن (مہر سنگھ) گواہ شد:۔ محمد حسن المعروف بابا محمد حسن۔

نمبر ۶۱۲۴:۔ ریشم بی بی زوجہ چوہدری شاہ محمد صاحب قوم جٹ کاہلوں عمر ۳۸ سال پیدائشی احمدی ساکن شاہ پور امر گڑھ ڈاکخانہ وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۲/۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے یکصد روپیہ نقد اور مہر بتیس روپے کل -/۱۳۲ روپے ہے۔ میں اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے پاس زیور کوئی نہیں۔ الامتہ:۔ ریشم بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ (چوہدری) شاہ محمد نمبردار خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ غلام احمد ارشد مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ۔ گواہ شد:۔ محمد حسن المعروف بابا محمد حسن۔

نمبر ۶۱۱۸:۔ منکہ غلام فاطمہ زوجہ محمد عبد اللہ قوم جٹ رندھاوا عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چک ۸۰ جنوبی ڈاکخانہ بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۴۲-۲-۲۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے علاوہ میری کوئی جائداد میری وفات کے وقت ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۱) حق مہر بذمہ خاوند -/۲۰۰- قیمت زیور جو فروخت کرکے میں نے اپنے خاوند کا قرضہ اتارا ہے وہ میرے خاوند کے ذمہ ہے -/۸۰ روپے ؛ الامۃ:۔ غلام فاطمہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ ایم رحمت اللہ سیکرٹری انجمن احمدیہ چک ۸۰ ؛ گواہ شد:۔ محمد عبداللہ خاوند موصیہ ؛

نمبر ۶۱۱۱:۔ منکہ ضیاءالدین ولد چوہدری سعدالدین صاحب قوم گوجر پیشہ طالب علم عمر ۱/۲-۱۶ سال پیدائشی احمدی ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲ ماہ تبلیغ ۱۳۲۱ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں مجھے اس وقت مبلغ پانچ روپے اپنے والد صاحب سے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار جیب خرچ کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا میرے مرنیکے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میری آمد میں کسی قسم کی ازدیادی ہوگی تو میں اس کی باقاعدہ اطلاع دیتا رہونگا۔ العبد:۔ ضیاءالدین بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد نواز خاں انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز۔ گواہ شد:۔ سعدالدین احمدی والد موصی ای۔ ڈی۔ آئی انسپکٹر مدارس۔ گواہ شد:۔ عبدالعزیز فاروقی۔

نوٹ:۔ میرے لڑکے عزیز ضیاءالدین نے وصیت کی ہے۔ شرعاً وہ بالغ ہے تاہم قانونی اعتراض کے ماتحت گذارش ہے کہ اس کے عرصہ بلوغ تا ۱۸ سال کے لئے میں اس کی باقاعدہ ادائیگی حصہ آمد کا ذمہ لیتا ہوں نیز تصدیق کرتا ہوں کہ انشاءاللہ العزیز ۱۸ سال کی عمر کو پہونچ جانے پر عزیز اپنی وصیت کی ازسرنو تصدیق کردیگا۔ سعدالدین احمدی والد ضیاءالدین موصی ؛

نمبر ۶۰۹۹:۔ منکہ خورشید احمد ولد میاں محمد خاں قوم افغان پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۴ء ساکن خواص پور ڈاکخانہ خاص ضلع امرتسر حال بنوں بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۴۲-۵-۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی جائداد منقولہ وغیر منقولہ اس وقت تک نہیں ہے۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۲۶ روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اگر میری آمدنی میں کمی بیشی واقع ہوئی تو اس کے مطابق دفتر مقبرہ بہشتی کو اطلاع کرتا رہونگا۔ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو صدر انجمن احمدیہ مذکور کو حق ہوگا کہ اس جائداد میں سے بھی ۱/۱۰ حصہ میرے ورثاء سے وصول کرلے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی یہ وصیت نامہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کر دیا ہے کہ سند رہے۔

العبد:۔ خورشید احمد خاں بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عبد الرحمٰن خاں احمدی امیر جماعت احمدیہ بنوں۔ گواہ شد:۔ عنایت اللہ سیکرٹری تبلیغ بنوں ٭

نمبر ۶۱۰۰:۔ منکہ عبد القیوم احمد ولد بابو وزیر محمد صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ ماہ صلح ۱۳۲۱ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ مبلغ -/۹۵ ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر میری جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ عبد القیوم احمد۔ گواہ شد:۔ مرزا عبد القیوم سب اسسٹنٹ سرجن ریلوے ہسپتال کوہاٹ۔ گواہ شد:۔ محمد امین الحق سیکرٹری تعلیم وتربیت کوہاٹ ٭

نمبر ۶۱۰۱:۔ منکہ عبد الباسط خاں ولد چوہدری مختار احمد خاں صاحب قوم راجپوت منہاس پیشہ تعلیم عمر اٹھارہ سال پیدائشی احمدی ساکن گنج (مغلپورہ لاہور) بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵ ۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ خاکسار کالج میں تعلیم پاتا ہے اور اس وقت مجھے صرف مبلغ -/۵ روپے اپنے والد صاحب کی طرف سے جیب خرچ ملتے ہیں میں ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ باقی اس وقت میری کوئی جائداد نہیں۔ البتہ آج کے بعد اگر خدا تعالےٰ نے توفیق دی تو جو جائیداد بناؤنگا یا مجھے ورثہ میں ملیگی کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرونگا۔ العبد:۔ عبد الباسط خاں۔ گواہ شد:۔ مختار احمد وارڈ کیپر ریلوے جنرل سٹور مغلپورہ ٭ گواہ شد:۔ جلال الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گنج ٭

نمبر ۶۱۰۳:۔ منکہ اقبال احمد خاں ایاز ولد منشی گلاب دین صاحب قوم ککے زئی افغان پیشہ ملازمت عمر ۱/۲ ۱۶ سال پیدائشی احمدی سکنہ کلانور حال راولپنڈی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱ ۳/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں کیونکہ میرے والد صاحب ابھی زندہ ہیں اس وقت میری ماہوار آمدنی مبلغ -/۴۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ اقبال احمد خان ایاز۔ گواہ شد:۔ مرزا بشیر احمد کلرک ملٹری اسٹیٹس آفس راولپنڈی۔ گواہ شد:۔ ملک بشیر احمد پاور ہاؤس راولپنڈی ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۶۱۰۴ :- منکہ سعد اللہ خاں ولد میاں رمضان علی صاحب قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن جھنگ شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴۲ ، ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری منقولہ یا غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے صرف مبلغ تیس روپے ماہوار تنخواہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ تاحین حیات جتنی بھی تنخواہ ہو۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ انجمن کارپرداز مصالح قبرستان مذکورہ بالا کو ادا کرتا رہونگا۔ اور اگر خدا تعالےٰ اپنے فضل سے مکان بنانے کی توفیق دے یا کسی اور قسم کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ مجھے حاصل ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی انجمن ہی مالک ہوگی میرے مرنیکے بعد جتنی میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی۔ العبد :- سعد اللہ خاں معرفت صوفی عطا محمد دار الرحمت قادیان۔ گواہ شد :- صوفی عطا محمد جالندھری دار الرحمت۔ گواہ شد :- شیخ محمد اسمٰعیل سرساوی ؛

نمبر ۶۱۰۶ : منکہ عبد القدیر ولد مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم قوم جدساں پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی سکنہ تلونڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴۲ ، ۲۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ -/۷۰ روپے ماہوار ہے۔ مَیں اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری حسب ذیل جائیداد ہے ایک مکان واقع تلونڈی جھنگلاں قیمتی -/۵۰۰ ایک مکان واقعہ محلہ دار الفضل قیمتی -/۱۰۰۰ روپیہ اس کے علاوہ میری اور کوئی غیر منقولہ و منقولہ جائداد نہیں ہے مَیں اپنی مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ ہاں اگر میرے مرنیکے بعد اگر کوئی اور جائیداد پیدا ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ (نوٹ) غیر منقولہ جائیداد از قسم مکانات جو کہ مشترکہ ہے میں اسکے ۱/۵ حصہ کا مالک ہوں۔ العبد :- عبد القدیر معرفت علی گوہر دوکاندار قادیان۔ گواہ شد :- رشید احمد ارشد عفی عنہ دار الرحمت۔ گواہ شد :- شیخ یوسف علی بی۔ اے کارکن نظارت تعلیم و تربیت ؛

نمبر ۶۱۰۹ :- بشیر احمد خاں ولد شیخ مقبول احمد قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴۲ ، ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہٖ تعالیٰ زندہ ہیں۔ مَیں دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور میں بمشاہرہ -/۲۵ روپے ماہوار پر ملازم ہوں میں اس تنخواہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں مَیں یہ رقم ماہ بماہ انشاء اللہ ادا کرتا رہونگا۔ تنخواہ کی کمی و بیشی کے مطابق حصہ وصیت دیتا رہونگا۔ اگر بوقت وفات میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد :- بشیر احمد خاں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہ شد۔ عطا محمد بقلم خود۔ ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول گورداسپور۔ گواہ شد۔ محمد انور بقلم خود کلرک ڈی سی آفس گورداسپور

نمبر ۶۱۲۲۔ منکہ فقیر محمد ولد ہیرا قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر تقریباً ۶۵ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۰۳ء ساکن ونجواں ڈاکخانہ بھلا ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۲-۴-۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے (۱) اراضی زرعی جدی ملکیت رقبہ تین گھماؤں نہری و چاہی و بارانی واقعہ موضع ونجواں تحصیل بٹالہ قیمتی -/۱۵۰۰ روپے (۲) اراضی رقبہ ایک گھماؤں تین کنال جو کہ میں نے بیع لی ہوئی ہے واقعہ ونجواں جس کی قیمت خرید -/۷۰۰ روپے ہے۔ (۳) مکانات سکونتی خام واقعہ موضع مذکور قیمتی اندازاً -/۴۰۰ روپے (۴) اراضی رقبہ ۴ گھماؤں چھ کنال واقع موضع ونجواں کے حقوق مرتہنی -/۶۰۰ روپیہ کل -/۳۲۰۰ روپیہ گویا اس وقت میری کل جائیداد کی قیمت اندازاً -/۳۲۰۰ روپے ہے۔ میں اپنی اس مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا حصہ یا اسکی قیمت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں تو ایسی جائیداد یا رقم میرے حصہ وصیت کردہ میں سے منہا سمجھی جائیگی اگر بوقت وفات میری اس جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد بھی ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی میرے ورثاء کو اس میں اعتراض کا کوئی حق نہ ہوگا الغرض بوقت وفات میری جو بھی جائیداد ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی میرے ورثا یا تو صدر انجمن احمدیہ سے قیمت طے کر کے اسکی قیمت ادا کر دینگے ورنہ صدر انجمن احمدیہ میری جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ پر اپنا قبضہ کرنیکی حقدار ہوگی۔ میری سالانہ آمد اس وقت اندازاً مبلغ -/۱۵۰ روپے ہے میں اپنی اس آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ سال میں دو دفعہ ہر فصل کے موقعہ پر نصف نصف داخل خزانہ صدر انجمن کراتا رہونگا۔ آمد کی کمی و بیشی کے مطابق حصہ وصیت میں کمی و بیشی ہوتی رہیگی۔ العبد:- فقیر محمد ونجواں۔ گواہ شد:- علی محمد سیکرٹری مال ونجواں۔ گواہ شد۔ حسین بخش ونجواں۔

نمبر ۶۱۱۱۔ منکہ محمد انوار ولد میاں شبیر محمد صاحب قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۲۰ ۱/۲ سال پیدائشی احمدی ساکن حال گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۲-۴-۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں میں دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور میں بمشاہرہ -/۲۵ روپے ملازم ہوں۔ میں اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ یہ ۱/۱۰ حصہ میں انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتا رہونگا۔ آمد کی کمی و بیشی کی صورت میں اس کے مطابق حصہ دیا کرونگا۔ بوقت وفات میری جو جائیداد بھی ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی العبد محمد انوار بقلم خود گواہ شد۔ عطا محمد بقلم خود ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول گورداسپور۔ گواہ شد۔ بشیر احمد خاں کلرک ڈی سی آفس گورداسپور۔

دواخانہ نور الدینؓ

(بانی کار)

حضرت حکیم الامت طبیب شاہی حاجی الحرمین سیدنا نور الدینؓ خلیفۃ المسیح الاولؓ

(زیر نگرانی)

ابناء حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

آپ اپنی تمام طبی ضرورتوں کے لئے "دواخانہ نور الدینؓ" کو لکھئے کیونکہ اوّل یہی وہ دواخانہ ہے جس کے پاس حضرت حکیم الامت کی تمام عمر کے مجربات کا نچوڑ جس کو آخری عمر میں حضور نے ایک قلمی بیاض میں جمع کر دیا تھا بعینہٖ محفوظ ہے۔ دوم دواؤں کی تیاری میں نہایت درجہ احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ اور چُن چُن کر صحیح، خالص اور مؤثر اجزاء خریدے اور فراہم کئے جاتے ہیں اور وہ تمام جڑی بوٹیاں جو عام طور پر بازاروں میں نہیں ملتیں۔ یا جن کی بجائے عطار اور پنساری غلط چیزیں فروخت کر دیتے ہیں۔ خاص طور پر صحیح جگہوں اور صحیح وقتوں میں کوشش کر کے مہیا کی جاتی ہیں۔ اور کسی نسخہ میں اس کے قیمتی اجزاء کے قلیل القیمت بدل نہیں ڈالے جاتے۔

اس دواخانہ کے چند خاص الخاص مجربات کی فہرست آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

المشتہرین

ابناء حکیم الامت طبیب شاہی حضرت سیدنا نور الدینؓ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صندلین

انیمیا یا کمی خون کا بہترین علاج ہے۔ خون تمام اعضاء بدن کو غذا اور رُوح پہونچاتا اور زہریلے مادوں کو جسم سے خارج کرتا ہے۔ تمام اعضاء جسم خون سے ہی زندہ ہیں۔ خون بدن کے ہر ایک حصّہ کی غذا کے لئے مناسب مواد مہیا کرتا ہے اور پستانوں میں ایسے اجزاء لے جاتا ہے جو دودھ بننے کے لائق ہوں اور خصیوں میں ایسی چیزیں پہونچاتا ہے جس سے مادۂ حیات بنتا ہے اور صندلین میں وہ تمام اجزا بہت بڑی مقدار میں موجود ہیں۔ جن پر خون کے پیدا ہونے کا انحصار ہے۔

کمیٔ خون کثرتِ حیض اور بواسیر سے ہو۔ یا عرصہ تک کی بیماری مثلاً ملیریا وغیرہ مبتلاء رہنے سے ان تمام حالات میں صرف صندلین کا استعمال ہی آپ کے لئے مفید ہے۔ صندلین خون کو صاف کرنے اور چہرہ کے رنگ کو نکھارنے کیلئے بھی اکسیر ہے۔ اور حیض کی خرابیوں میں بھی اسکے استعمال کی سفارش کی جاتی ہے:۔

قیمت یکصد قرص ایک روپیہ بارہ آنہ:۔ پچاس قرص ایک روپیہ:۔

اکسیرِ معدہ

یہ بے ضرر مرکب معدہ کی خاص دوا ہے۔ اس کے استعمال سے معدہ کے نازک نظام پر بڑا تسکین بخش اثر پڑتا ہے بدہضمی۔ نفخ۔ کھٹے ڈکار سینے کی جلن پیٹ کی درد۔ باؤ گولہ۔ جی کا متلانا بھوک کم لگنا۔ خرابی جگر۔ ان تمام بیماریوں کے لئے اکسیر معدہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ بیماری کے بعد یا کمزوری۔ کثرتِ کار یا ثقیل غذاؤں کے زیادہ استعمال سے جب معدہ کمزور ہو گیا ہو۔ تب ان خوش ذائقہ ٹکیوں کے استعمال سے بھوک بڑھ جاتی ہے۔ اور ہاضمہ کی قوت تیز ہو کر آپ کو اپنی غذا سے زیادہ سے زیادہ قوت حاصل کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اور بواسیر میں بھی مفید پائی گئی ہے:۔

قیمت یکصد قرص ایک روپیہ بارہ آنہ:۔ پچاس قرص ایک روپیہ (عم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرصِ خاص

جریان کے مرض کی اہمیت کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ اکثر مریض آخر اسے لاعلاج سمجھکر اپنی زندگی سے مایوس ہوجاتے ہیں۔ جو اصحاب اس مرض کا شکار ہوں۔ یا ان کے علم میں کوئی دوست اس مرض میں مبتلا ہوں تو انہیں ہمارے دواخانہ کی مجرب دوا قرصِ خاص ایک مرتبہ ضرور استعمال کرنی چاہیئے۔ یہ دوا ہر قسم کے جریان میں لاجواب ثابت ہوئی ہے اس کے استعمال سے پرانے سے پُرانا جریان، رقت، سُرعت، ذکاوت حِس اور کثرتِ احتلام کی شکایت دُور ہوجاتی ہے۔

قیمت پچاس قرص دو روپے۔

اکسیرِ سیلان

سیلان الرحم یون یا لیکوریا کی شکایت آجکل ہندوستانی عورتوں میں بکثرت پھیل رہی ہے لیکن وہ بیچاری بوجہ شرم وحیا اس کا اظہار نہیں کرتیں۔ اور آخر اپنی قیمتی صحت وحقیقی حسن اور نکھار کو برباد کرلیتی ہیں یہی نہیں بلکہ اس کا خمیازہ معصوم اور بیگناہ اولاد کو اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مرد اپنی دوسری ذمہ واریوں کے علاوہ ایسے امور سے بھی غافل اور بے پرواہ نہ رہیں اور جن عورتوں کی صحت سیلان الرحم کی وجہ سے برباد ہورہی ہو۔ انہیں فوراً اس دواخانہ کی خاص مجرب دوا

"اکسیر سیلان"

بھراسی چشمہ فیض" دواخانہ نورالدینؓ قادیان" سے منگوا کر استعمال کروائیں۔ یہ بے خطا دوا رحم کو قوت دیتی، سفید رطوبت کے آنے کو بند کرتی اور سیلان الرحم کی تکلیف سے بالکل نجات دے کر نئی زندگی عطا کرتی ہے۔

قیمت فی شیشی بیس خوراک تین روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی مختلف خوبیوں کو نمایاں کر کے دکھلایا ہے اور یہ ریویو بجائے خود ایک مستقل کتاب بن گئی ہے۔ سو جب مولوی محمد حسین صاحب صریح طور پر اپنے ریویو کی بناء سابقہ تجربہ اور پیش نظر کتاب کی خوبیوں پر رکھتے ہیں، تو اس کے برعکس ہم یہ کس طرح تسلیم کر لیں، کہ انہوں نے یہ ساری تعریف آئندہ کے کسی پروگرام کو مدنظر رکھکر کی تھی پس اس ریویو کی "اندرونی شہادت" مولوی ثناء اللہ صاحب کی روایت کو جھٹلا رہی ہے۔ لہٰذا یہ قابلِ قبول نہیں۔

گو ہمیں مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر مولوی صاحب کی بیان کردہ روایت سرتا پا جھوٹی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ درست ہو، تب بھی ہمارے مدّعا کو اس سے کچھ نقصان نہیں پہونچتا۔ کیونکہ اگر مولوی محمد حسین صاحب نے یہ الفاظ کہے ہوں، جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے ان کی طرف منسوب کئے ہیں، تو بہر حال یہ اُس وقت کہے ہونگے، جب دعویٰ ماموریت کے بعد مولوی صاحب حضرت اقدس کے مخالف ہو گئے تھے۔ اس لئے ان کی یہ رائے قابلِ اعتناء نہیں۔ بلکہ یہ اس شدید مخالفت کے زیر اثر سمجھی جائے گی، جو مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہو گئی تھی ہاں حضرت کے دعویٰ ماموریت سے پہلے کی رائے بے لوث تھی، اس لئے اسے ہم ہر جگہ بطور حجت پیش کر سکتے ہیں۔

اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ لکھنا کہ مولوی محمد حسین صاحب اب دوسرے جہان میں چلے گئے ہیں، اس لئے ان کی شہادت پیش نہیں کرنی چاہیئے، بالکل خلافِ عقل ہے۔ کیونکہ اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے، تو اس کا مطلب یہ ہوگا، کہ کسی بھی فوت شدہ شخص کی تحریر پر بحث نہیں ہو سکتی، اور نہ اس سے کوئی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ طریق گذشتہ لوگوں کے تمام علوم کو کالعدم کرنے والا ہے۔ اور اسے کوئی عقلمند درست قرار نہیں دے سکتا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ اصول شہادت کہاں سے سیکھا ہے، کہ جو شخص فوت ہو جائے اس کی تحریری گواہی بھی کسی معاملہ میں پیش نہیں ہو سکتی۔

مولوی محمد حسین صاحب کی رائے کو تو مولوی ثناء اللہ صاحب اس لئے پیش کرنے کے قابل نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاقِ اٹھرا

دُنیائے طب کا حیرت انگیز کارنامہ :- مرض اٹھرا میں رحم بہت کمزور ہوجاتا ہے اور بچہ کو سنبھال نہیں سکتا۔ عموماً تیسرے، چوتھے مہینے حمل گر جاتا ہے۔ اگر بچہ پورے دنوں میں پیدا ہو بھی جائے۔ تو بڑی عمر نہیں پاتا۔ اور اکثر ان بیماریوں کا شکار رہتا ہے، سبز پیلے دست، قے، ہچیش، سوکھا، بدن پر پھوڑے پھنسیاں چھالے، سُرخ دھبے وغیرہ "تریاق اٹھرا" اس مرض کی نہایت مجرب اور بےخطا دوا ہے۔ پس اگر خدانخواستہ آپ کے گھر والے اس مرض میں مبتلا ہیں۔ تو آج ہی حضرت حکیم الامت سیدنا نورالدین کی مجرب دوا تریاق اٹھرا دُواخانہ نورالدینؓ سے طلب کریں۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین، خوبصورت، توانا اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ چھ ماشہ منگوانے کی صورت میں فی تولہ ایک روپیہ۔

رفیقِ نسواں

رفیق نسواں عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے "دواخانہ نورالدینؓ" کی نہایت کامیاب دوا ہے۔ اس کے استعمال سے ایامِ حیض کی خرابیاں دور ہوجاتی ہیں۔ اگر حیض کی بےقاعدگی، شدت یا کمی ہے یا حیض کا خون تکلیف سے رُک رُک کر آتا ہے۔ ناف کے نیچے اُبھار ہے۔ دبانے سے دُکھن محسوس ہوتی ہے۔ کمر اور پنڈلیوں میں درد رہتا ہے۔ جی متلاتا ہے۔ یا ہاتھ پاؤں اور سر میں جلن ہے۔ کوئی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ تو یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ آپ کو رفیق نسواں کا استعمال جلد سے جلد شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ان تکالیف کو دُور کر کے آپ میں قوت و توانائی اور از سرِ نو صحتِ تازہ پیدا کر دے گی :

قیمت یک صد قرص تین روپیہ بارہ آنہ (۳/۱۲ روپے)

" پچاس قرص دو روپیہ (۲ عہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عنبرین

اس قابل قدر معجون کا چند روزہ استعمال طبیعت میں انقلاب جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کرتا ہے۔ اس سے دل دماغ معدہ جگر اور گردوں کو قوت پہونچتی ہے اور پٹھوں میں طاقت آتی ہے جسم کی پژمردگی، درماندگی، نقاہت، ناتوانی، اور کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ قوتِ مردمی بڑھتی ہے۔ اور آپ نوجوان بنکر زندگی کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔

آپ کو اپنی حفاظت اور بیماریوں کے مقابلہ کی قوت حاصل کرنے کے لئے بھی اس دیرپا اور مستقل اثر رکھنے والے معجون کی ضرورت ہے۔

مشک۔ عنبر۔ زعفران اور قیمتی جواہرات اس کے خاص اجزا ہیں۔

قیمت پانچ تولہ ساڑھے چار روپیہ

معجون ملیّن اور نورسالٹ

قبض ایک عالمگیر بیماری ہے جس کی وجہ سے خراب زہریلے اور متعفن مادے جسم میں عذب ہو کر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں معجون ملین کا استعمال قبض کا بہترین علاج ہے۔ یہ قطعی بضرر معجون دست نہیں لاتا۔ جس سے کمزوری پیدا ہو۔ بلکہ بغیر مروڑ اور بے چینی کے بندھی ہوئی اجابت کھل کر ہو جاتی ہے۔

قبض ہی کے لئے دواخانہ کی دوسری مجرب دوا نُورسالٹ ہے۔ نورسالٹ صرف قبض ہی کا علاج نہیں بلکہ معدہ کی خرابی اور زائد رطوبت کو دُور کرنے، پیٹ کے بڑھنے کو روکنے اور آنتوں کو مضبوط کرنے اور جوڑوں کے درد کے لئے بھی اس کا استعمال بہت مفید ہے۔

قیمت معجونِ ملیّن پانچ تولہ بارہ آنہ ؛ نورسالٹ دس تولہ کی شیشی جو چار ماہ کے لئے کافی ہے۔ ڈیڑھ روپیہ ؛ پانچ تولہ چودہ آنہ ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرص جواہر

طاقت کی بے نظیر دوا:- یہ دوا اعصاب کو طاقت دیتی، دماغ کو تقویت پہونچاتی، دل کو مضبوط کرتی اور باہ کو حد درجہ بڑھاتی ہے اس کا چند روزہ استعمال ہر طرح کی کمزوری دور کرکے نئی قوت اور توانائی پیدا کرتا اور جسم کی زائل شدہ طاقتوں کو بحال کرتا ہے۔ اس کا اثر مستقل اور دیرپا ہے مردانہ قوت کو بڑھانے میں اس کے نتائج بہت ہی شاندار ثابت ہوئے ہیں۔

قیمت یکصد قرص چار روپیہ چودہ آنہ (للعہ)

نور منجن

اگر آپ کے مسوڑھوں سے خون یا پیپ بہتی ہے مسوڑھے پھولتے یا درد کرتے ہیں۔ منہ سے بدبو آتی ہے دانت میلے رہتے ہیں۔ دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے۔ پانی پینے سے ٹیس سی لگتی ہے تو آپکو نور منجن کا استعمال فوراً شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بے مثال منجن دانتوں کی آب قائم رکھتے ہوئے انہیں موتیوں کی طرح صاف چمکدار اور خوشنما ہی نہیں بناتا۔ بلکہ مُنہ کی بدبو دور کرکے ان خطرناک جراثیم کو بھی ہلاک کر دیتا ہے، جو دانتوں کی بیماریوں کا موجب ہوتے ہیں۔ اور مسوڑھوں کے نازک پٹھوں کو طاقت دے کر انہیں اس قابل بناتا ہے، کہ خون سے اپنی غذائیت حاصل کر سکیں۔

نور منجن کا ذائقہ خوشگوار ہے اور حجم کو بڑھانے کے لئے اس میں چاک وغیرہ کی قسم کی کوئی چیز شامل نہیں کی گئی۔ اس کا روزانہ استعمال دانتوں کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

قیمت ایک اونس کی شیشی تین آنہ (۳/)

نصف درجن ایک روپیہ

پائیوریا کے لئے ہماری مجرب دوا اکسیر پائیوریا استعمال کریں ۔

قیمت شیشی کلاں ایک روپیہ ۔ شیشی خورد دس آنہ (۱۰/)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرمہ مُبارک

شہنشاہِ طبّ کی بیاضِ خاص کا نسخہ

یہ سرمہ ککروں کو زائل کرتا ہے۔ ان کی وجہ سے آنکھوں میں آشوب یا زخم آگیا ہو۔ اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو۔ آنکھوں میں خارش اور کھجلی ہو۔ تو ان حالتوں میں "سرمہ مُبارک" کا استعمال بہت مفید ہے۔ یہ سرمہ آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے اس کا دائمی استعمال آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس سرمہ کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ یہ حضرت حکیم الامت کے اپنے نادر قیمتی اور نہ گھِسنے والے کھرل میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے ؛

قیمت ایک تولہ اڑھائی روپیہ۔ چھ ماشہ ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ تین ماشہ بارہ آنہ صرف

مرہمِ نور

یہ عجیب وغریب مرہم ہر قسم کے گھاؤ، دُنبل۔ پھوڑے، پھنسیوں اور زخموں کو گلنے سڑنے سے بچا کر تمام زہریلے اور فاسد مادوں کو ان کی جڑوں سے کھینچ نکالتا ہے بگڑے ہوئے اور گندے سے گندے زخم اس کے استعمال سے اچھے ہوجاتے ہیں۔ اس کا ایک ہی پھایا اپنے حیرت انگیز اثرات دکھا دیتا ہے۔ اس مرہم کو استعمال کرنے کے بعد یقیناً آپ کسی دوسری مرہم کی تلاش نہیں کرینگے۔ ایسی بہترین مرہم کا ہر گھر میں موجود رہنا نہایت ضروری ہے ؛

قیمت بڑی ڈبیہ ایک روپیہ بارہ آنہ ؛ چھوٹی ڈبیہ ایک روپیہ صرف ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سخت امراض کی فہرست

کیا آپ خدانخواستہ ان میں سے کسی مرض میں

مبتلا ہیں؟

بچوں کی بیماریاں
آنکھوں کی بیماریاں
امراض جگر و معدہ
ذیابیطس
پیچش
نزلہ

بالوں کی بیماریاں
کمزوری دماغ
کمزوری اعضاء ہضم
ضعف قلب
ضعف ہاضمہ
ضعف جگر

اٹھرا

حمل اسقاط
سیلان الرحم
خرابی ایام
ضعف باہ
امراض خون
دق و سل

کنٹھ مالا
تلی
پایوریا
گنٹھیا
بخار زچہ کا
جنون

اگر ایسا ہے

تو اپنے مرض کے متعلق مفصل حالات لکھکر بھیجیے۔ ہر قسم کی خط و کتابت کیلئے صرف یہ پتہ یاد رکھیں۔

دواخانہ نور الدین قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سمجھتے ،کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ مگر وہ اپنی نسبت کیا کہیں گے۔کیونکہ آپ بھی تو لکھ چکے ہیں:۔

"جس طرح مرزا صاحب کی زندگی کے دو حصّے ہیں (براہین تک اور اس کے بعد)

اسی طرح مرزا صاحب سے میرے تعلّق کے بھی دو حصّے ہیں۔ براہین تک اور براہین

کے بعد۔ براہین تک مَیں مرزا صاحب سے حسن ظن تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری

عمر کوئی ۱۷۔۱۸ سال کی تھی ،مَیں بشوقِ زیارت بٹالہ سے پاپیادہ قادیان گیا۔" (تاریخ مرزا صفحہ ۵۳)

ہم مولوی صاحب سے دریافت کرتے ہیں ،کہ حضرت مرزا صاحب سے براہین احمدیہ کے زمانہ تک

اتنی حسن ظنّی آپ کو کس وجہ سے تھی؟ کیا اس کا باعث یہی نہ تھا ،کہ آپ پر براہین احمدیہ او حضرت

اقدس کی دوسری تحریرات کا جو ملک کے اخبارات میں شائع ہوتی تھیں ،اثر تھا۔ اس کے سوا اور

تو کوئی وجہ حضور سے آپ کے اخلاص کی نظر نہیں آتی۔ پس اصل حقیقت کو نہ چھپایئے اور اقرار کیجئے

کہ براہین احمدیہ کی زبردست تاثیر نے آپ میں حضرت مرزا صاحب سے اخلاص پیدا کر دیا تھا۔ اور

یہ اس بات کی "اندرونی شہادت" ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالےٰ نے ایسی قوتِ تحریر اور روحانیت

بخشی تھی ،کہ اگر کوئی غیر متعصب دل سے حضور کی تحریرات کو پڑھے ،تو وہ ان سے متاثر ہوئے

بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور یہی تحریر کا کمال ہے۔

براہین احمدیہ پر مولوی محمد حسین صاحب کے ریویو کو بے حقیقت ظاہر کرنے کے بعد مولوی

ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کی نسبت سر سیّد احمد خاں علی گڑھی کی یہ رائے

لکھی ہے کہ "وہ ایک ذرہ کسی کو فائدہ نہیں پہونچا سکتیں۔"

سر سیّد احمد خاں صاحب نیچری خیالات رکھتے تھے ،اور وحی اور دُعا کے مُنکر تھے۔ حضرت

مسیح موعودؑ نے ان کے ایسے خیالات کی بڑے زور سے تردید کی ،اور لکھا ،کہ مَیں علاوہ عقلی دلائل

کے تجربہ اور مشاہدہ کے ذریعہ وحی اور دعا کی حقانیت ثابت کر سکتا ہوں۔ اور اس کے لئے سیّد صاحب

کو دعوت دی چنانچہ "ازالہ اوہام" "برکات الدعا" اور "آئینہ کمالاتِ اسلام" وغیرہ میں یہ مفصّل بحث موجود

ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرسید احمد خاں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کا کچھ جواب تو نہ دے سکے، صرف اتنا کہا، کہ "یہ کسی کو فائدہ نہیں پہونچا سکتیں"۔ حالانکہ یہ بات واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف سے لاکھوں لوگوں نے وحی، دعا اور دیگر روحانی مسائل کی حقیقت کو سمجھا۔ اور نہ صرف حضور کی ذات میں ان روحانی حقائق کا مشاہدہ کیا، بلکہ حسب استعداد خود بھی ان کا تجربہ کیا۔ سید احمد خاں صاحب اگر اپنی بدقسمتی سے ان سے فائدہ نہ اٹھا سکے، تو اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا، کہ اور بھی کسی کو ان سے فائدہ نہیں پہونچا۔ آخر قرآن مجید سے فائدہ اٹھانے سے بھی تو دنیا کے بڑے بڑے مصنّف، مدبّر، مفکرّ، حکیم اور فلاسفر کہلانے والے محروم ہی رہے ہیں۔ اور انہوں نے بھی سید صاحب کی طرح یہ کہا ہے کہ قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نعوذ باللہ دنیا کو کچھ فائدہ نہیں پہونچا۔ جس طرح ان کا یہ قول غلط ہے، اسی طرح سید صاحب کی رائے بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے۔

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک سرسید احمد خانصاحب کی رائے کی کوئی حیثیت ہے، تو وہ ان بڑے بڑے یورپین اور امریکن مصنّفوں اور فلاسفروں کی نسبت کیا فرمائینگے۔ جو سارے رُوحانی نظام کو بے معنی سمجھتے ہیں۔ اور سلسلہ انبیاء کے بھی منکر ہیں۔ دُور کیوں جائیں۔ خود اپنے ہاں کے دیوسماجیوں اور برہموسماجیوں ہی کی تصانیف کو پڑھ لیں۔ وہ کس طرح وحی والہام اور وجود باری کے عقائد اور الہامی کتب کا تمسخر اڑاتے اور ان کو فضول قرار دیتے ہیں۔ کیا ان کی ان تحریرات کو بھی مولوی ثناء اللہ صاحب وہی حیثیت دینے کو تیار ہیں، جو حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں سید صاحب کی رائے کو دے رہے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو متکلم ہونے کا بڑا دعویٰ ہے، اور وہ بار بار اپنے مضامین میں اپنی علم کلام سے واقفیت کا ڈھول پیٹتے ہیں۔ مگر اتنا نہیں جانتے، کہ مخالف کی رائے کو حجت کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ سرسید احمد خانصاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جن تحریرات کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ وہ کسی کو فائدہ نہیں پہونچا سکتیں، وہ وہ تحریرات ہیں جو سید صاحب کے مسلک کے خلاف تھیں۔ اس لئے وہ ان کی نسبت اچھی رائے کس طرح ظاہر کر سکتے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر سیّد صاحب کی رائے کی فی الواقع کوئی وقعت ہے، تو مولوی ثناء اللہ صاحب بتائیں، کہ کیا وہ بھی یہی سمجھتے ہیں، کہ وحی اور دعا وغیرہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے سیّد صاحب کے خلاف جو کچھ لکھا ہے، وہ غلط ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تحریرات غلط ہیں، تو ماننا پڑے گا، کہ آپ بھی ان مسائل میں سیّد صاحب کے ہم خیال ہیں۔ اور اگر آپ کی رائے سیّد صاحب کی رائے سے مختلف ہے تو پھر آپ نے ان کی رائے کو پیش کیوں کیا؟ مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں بہت دور تک چلے جایا کرتے ہیں۔ مگر ہم خیال کرتے ہیں، کہ وہ اس قدر حد سے نہ گذر جائینگے، کہ سیّد احمد خانصاحب کے مسلک کی تائید کریں۔ کیونکہ انہیں دوسرے "وہابیوں" کا بھی ڈر ہے۔ کہ وہ پنجے جھاڑ کر میرے پیچھے پڑ جائیں گے۔

اور سیّد احمد خانصاحب کی مخالفانہ رائے کا آپ کیا ذکر کرتے ہیں۔ ایک حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام پر ہی کیا موقوف ہے۔ اگر کوئی اور مصنّف بھی (خواہ وہ کتنا بڑے سے بڑا ہوتا) سیّد صاحب کے مسلک کے خلاف لکھتا، اور سیّد صاحب سے اس کے متعلق رائے پوچھی جاتی، تو وہ یہی کہتے، کہ یہ سب بے فائدہ باتیں ہیں۔ چنانچہ اُس زمانہ کے جتنے لوگ ان کے خلاف لکھتے تھے، وہ ان سب کو واہی خیال کرتے تھے۔ سو سیّد احمد خانصاحب کی رائے اس بارے میں قابل استناد نہیں اصل چیز واقعات ہیں۔ اور واقعات کی شہادت یہ ہے، کہ حضرت مرزا صاحب نے بطور مصلح جو تصانیف کیں، ان سے ان کا مقصد حاصل ہوا، یعنی اصلاح ہوئی، اور لاکھوں انسانوں نے اُن سے عملاً فائدہ اٹھایا اس حقیقت نفس الامری کے مقابلہ میں ایک سید احمد خاں چھوڑ ہزار سیّد احمد خاں بھی ہوں تو ان کی رائے ہیچ ہے ؛

"ریویو" نصف قیمت پر

کاغذ اور سامان طباعت وغیرہ کی انتہائی مہنگائی کی وجہ سے آج کل بڑے بڑے سرمایہ دار اور روزانہ اخبارات بھی سخت صبر آزما حالات میں سے گذر رہے ہیں۔ اور اسی وجہ سے پنجاب کے اخبارات کی قیمتوں میں ان کے مالکوں نے ۱۵ راپریل سے پچاس فیصدی کا اضافہ کر دیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ ایک خالص علمی اور مذہبی ماہوار رسالہ کی حالت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں

صرف ۲۵ پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ستّر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:-

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
سُرمہ چشمِ آریہ	تحفہ گولڑویہ
آئینہ کمالاتِ اسلام	اربعین ہر چہار حصّہ
شہادۃ القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
چشمۂ معرفت	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں۔	لُجّۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ ۲ روپے ارسال فرمائیں:

مینجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

تفسیرِ سروری

(یعنی)

جماعت احمدیہ کے مفسرِ قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اُردو) میں چھپتی رہی ہے اور جس میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی تفسیر بھی بیان ہوتی ہے۔ اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے مگر درحقیقت اسمیں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے اسکے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اسکے کُل دو ہزار صفحے ہیں پہلے اسکی قیمت پندرہ روپے تھی مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اسکی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر ریویو (اُردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیگا۔ مجلد کی قیمت ساڑھے سات روپے ہے ؛

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے مالکان کے لئے شائع کیا)